

میرا لادھی

اسپیشل

واللہ اعلم بالصواب

راستی بقدری زلفسان خدا است
پردہ نالوس دین رضطفہ است

فہم الحکم فیہ کما یشاء

العاقب

ربیع الاول 1431ھ

مارچ 2010ء

مخادم حسینین رضوی

بازار

فہرست

3 نعت خاتم الانبیاء والرسول ﷺ کیا کی تصویر اپنے پیارے کی سواوی داد وادہ!

امام احمد رضا خاں بریلوی

خطابہ عارفانہ میں روشنی

9 ولادت نبی کریم ﷺ کے چند عجرات

علامہ اعلیٰ ترمذی میاں صاحب

ہجرت ولادت ولیم وصال کی تحقیق اور محفل میاں کی اصل حقیقت

20 عید میلاد النبی ﷺ ثبوت و برکات

علامہ مفتی محمد شریف انصاری

عید میلاد النبی ﷺ کی تحقیق و اہمیت

35 عید میلاد النبی ﷺ منانے کے فائدے

مولانا مفتی محمد علی دہلوی

عید میلاد النبی ﷺ اور سلام و قیام

42 محفل میلاد النبی ﷺ

علامہ محمد بن علی مالکی رحمہ اللہ

محفل میلاد النبی ﷺ کے فائدے اور چند اعتراضات کے جوابات

51 محافل میلاد اور غیر مستند روایات

علامہ محمد بن علی مالکی رحمہ اللہ

بہشت نبوی ﷺ کے بارے میں حدیث کا کلام کے لیے حدیث و احادیث کا مطالعہ

56 محافل میلاد کے چند اصلاح طلب پہلو

مولانا محمد امجد علی

پیوستہ شدہ شجر سے تلقین بہار رکھ

مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں

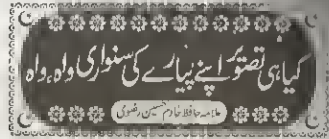


نعت خاتم الانبیاء والرسول ﷺ

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مج طیب میں ہوئی بٹا ہے باز نور کا
بارغ طیب میں سہا پہل پھولا نور کا
بارہویں کے چاند کا ہنسا ہے جہاں نور کا
میں گھڑا تو بادشاہ بحر دے چال نور کا
پشت پر ڈھکرا سر اور سے شہل نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا حشر نور کا
جہنم پر رختاں ہے شہل نور کا
شیخ دل ' مشکوٰۃ حق ' سید دہلیہ نور کا
تغ اداں کر کے خود قبضہ بھلیا نور کا
جھکوا دیکھو لیے جاتا ہے قوا نور کا
بیک لے سرکار سے لے اہل کاسہ نور کا
تیری نعل پاک میں ہے چپ نور کا
نور کی سرکار سے پلایا دو شالہ نور کا
قبر اور کیسے یا قمر معلیٰ نور کا
آنکھ میں تیری در پر ہے ہنسا نور کا
چاند جھک جاتا ہر رنگی اضافے مہد میں
کت تجوہ دہن عا اہل انکسین غ حق
اسے رستا ہے اہل نور کا نعل نور کا

صدقہ لینے نور کا آیا ہے ہمارا نور کا
سب تو ہیں بلبلیں پرستی ہیں مگر نور کا
بارہ بچوں سے ہنسا آگ آگ ستارہ نور کا
نور دن دہا ترا دے اول صدقہ نور کا
دیکھیں کوئی طور سے اترا حید نور کا
سر جھکا ہے ابھی بول بالا نور کا
ہے نور اللہ پر اٹھ پھیرا نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سواد نور کا
تاجور نے کر لیا کپا حلاقہ نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں قوا نور کا
ناہ نور طیب میں بٹا ہے مہینہ نور کا
تو ہے مہینہ نور جہاں سب گھرا نور کا
ہاں ساک تم کو دہانورین جڑا نور کا
چہرہ اعلیٰ کوئی سادہ سا نور کا
تاب ہے بے ستم نہ مارے پندہ نور کا
کیا ہی چٹا تھا اشاروں پر کھلا نور کا
کھینچ ان کا ہے پندہ نور کا
ہوئی میری غول چہ کر نعلہ نور کا



ضرور عالم کے حسن بے مثال کا بیان:

• **جعن البراء بن عازب** بقول: کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس وجہا واحسنهم خلفا، لبس بالبطویل البائن ولا بالقصیر۔ ترجمہ: "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین چہرے والے اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ آپ ﷺ بہت لمبے تھے اور نہ بہت قد (بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا)۔"

• **جعن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن باسرو** قال للربیع بنت معوذ حنی اللہ علیہا صفی لی رسول اللہ ﷺ قالت یا بنی لو دایمہ رأیت الشمس طالعہ لک ہزجر۔ ترجمہ: "حضرت ابو عبیدہ بن محمد بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ میرے سامنے جناب رسول اللہ ﷺ کے حسن و جمال کو بیان فرمائیں۔ حضرت ربیع نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے اگر تم آپ ﷺ کی زیارت کرتے تو ایسے محسوس کرتے کہ آفتاب اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔"

• **جعن ابی ہریرہ** رضی اللہ عنہ بقول: ما رأیت شیئاً احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس تجری فی وجہہ کما ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے خوبصورت کسی بھی چیز کو نہیں دیکھا جو آپ ﷺ کی چہرہ مبارک میں چمک رہا ہے۔"

• **جعن جابر بن سمیرہ** رضی اللہ عنہ قال: رأیت رسول اللہ ﷺ فی لیلۃ اضعیان وعلیہ حلۃ حمراء فجعلت النظر الیہ والی الغر فلیہو عندی احسن من القمر کما ترجمہ: "حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا، ان کے

وقت سرخ چڑا زیب تن فرماتے۔ میں بھی چاند کو دیکھتا تھا اور بھی آپ ﷺ کو۔ بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ آقا وہاں ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہیں۔"

حضور پر نور شایع یوم الشور ﷺ کا چہرہ انور کیسا تھا؟

• **جعن البراء بن عازب** رضی اللہ عنہ اکان وجہ رسول اللہ مغل السیف قال لا بل مغل القصر کما ترجمہ: "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور در عالم ﷺ کا چہرہ مبارک گوار کی طرح کی طرح سیدھا تھا آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح (روشن گولائی کے لیے تھے)۔"

• **جعن فی حلیۃ الحسن بن علی** بن حالہ جند بن ابی ہالہ قال کان رسول اللہ ﷺ فسخما مضجعا یملأ ولا وجہہ لئلا لو القمر لیلۃ البدر کما ترجمہ: "حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اپنے ماسوں ہمہ تن الہی ہالہ سے لٹک کر تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ خود اپنی ذات والا صفات کے اشتہار سے بھی بے مثال تھے اور دوسروں کی تعریفیں بھی بڑے رتبے والے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودہویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔"

خوشی اور فرحت کے موقدہ پر حضور پر نور ﷺ کے چہرہ انور کی تابانی:

• **جعن کعب بن مالک** رضی اللہ عنہ فی حدیث التوبۃ قال: وکان رسول اللہ ﷺ اذا سر استنار وجہہ حتی کانہ لقطعہ لعم' وکان عرف ذلک منہ کما ترجمہ: "حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حدیث توبہ میں بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک اتنا منور ہوجاتا تھا گویا کہ وہ چاند کا گرامہ اور اس چمک سے آپ کی خوشی پہچان لیتے تھے۔"

• **جعن عائشہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ ﷺ دخل علیہا مسروراً فبرق اساریر وجہہ کما ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ ان کے ہاں خوشی و مسرت کے ساتھ اس حال میں تشریف لاتے کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور کی رنگ و رنگ چمک رہی تھی۔"

• **جعن فی حدیث ابی ہریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن صفۃ النبی ﷺ قال: واذ ضحک ککاد یملأ فی الجسد لم اقبلہ ولا بعدہ مغلہ کما ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا طبع بیان

ہم انکو محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے صداقت کیجیے
محبوب کریم ﷺ کی عظمتوں سے مخرف ہو کر یہ دوائے سلسانی بھی ماننا نہ جائے گا

﴿حوالہ جات﴾

- ۱۔ صحیح بخاری شریف حدیث ۳۵۴۹
- ۲۔ شمائل الرسول للحافظ بن کثیر ۱: ۱۸۰
- ۳۔ ایضاً ۲: ۲۰
- ۴۔ بخاری شریف ۳۵۵۲
- ۵۔ بخاری شریف ۳۵۵۲
- ۶۔ ایضاً ۳: ۳۵۵۵
- ۷۔ شمائل الرسول للحافظ بن کثیر ۳: ۳۱
- ۸۔ الخصال الکبریٰ ۲: ۶۳



امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

- حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ● حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ یمونہ رضی اللہ عنہا



ولادت نبی کریم کے چند معجزات

آپ ﷺ کے معجزات میں دو نشانیاں ایسی ہیں جو یقیناً ولادت باسعادت ظاہر ہوئیں جن کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے بیان کیا اور ان عجائبات کو ان لوگوں نے بیان کیا جو اس وقت موجود تھے۔
دوسرے کو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کا سر مبارک اٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کی نظریں آسمان کی طرف تھیں۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اس کو روک دیا کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ نکلا اور ان عورتوں نے دیکھا جو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت موجود تھیں۔

اس وقت ام جحان بن ابی العاص رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ بتارے قریب آگئے اور یہ کہ یقیناً ولادت ہو رہی ہے یہاں تک کہ ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا۔ عبدالرحمن بن نوفؓ کی والدہ شفاء بنتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پیدا ہو کر میرے ہاتھ پر لائے گئے تو آپ ﷺ کو چھوٹا آئی تو اس وقت کسی کہنے والے کو کہتے سنا جو حکم اللہ (اللہ عزوجل تم پر رحم کرے) اور شرق و مغرب کے درمیان مجھے روشنی معلوم ہوئی حتیٰ کہ میں نے دم کے نکل دیکھے۔

حضرت حمیرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر (جو آپ ﷺ کے رضاعی والد ہیں) نے آپ ﷺ کی برکت کی تعریف کی ہے کہ ان کا اور ان کی اوتنی کا دودھ براہ کمال اور بکریاں غریبہ ہو گئی تھیں اور آپ ﷺ کی نشو و نما بہت جلد ہوئی تھی۔

شب ولادت کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ کسریٰ کے نمل میں داخل آیا اور نکرے گر پڑے۔ پھر وہ طبر پر کاپنی کم ہو گیا۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے برابر جل رہی تھی۔ اور یہ کہ جب آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب اور ان کے بچوں کے ساتھ اپنے بچپن میں کھاتے تو سب کے سب شکم سیر ہو جاتے اور جب آپ ﷺ ان کے ساتھ ہوتے تو وہ اور وہ سب لڑکھاتے تو وہ شکم سیر نہ ہوتے تھے۔ ابو طالب کے بچے جب کھاتے تو ہر گندہ

حال اسٹے کر آپ ﷺ صبح کے نو خوش ہوا اور سبکین اٹھنے کے اسی من رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی عاتقہ تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کے بچنے میں نے کبھی بھوک و پیاس کی شکایت نہ کی اور نہ آپ ﷺ کے بڑے ہونے کے بعد ہی اور آپ ﷺ کے نکاحا تہ ولادت میں سے یہ کہ شہاب عاقب سے آسمان کا محفوظ رہتا اور شیطان کی لکھات کا موقوف ہونا اور ان کا چوری چھپنے سننے سے رکنا ہے۔

آپ ﷺ کو بچپن سے ہی جوں سے نفرت اور امور جاہلیت سے اعتقاد تھا اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو کھد و علاقہ کے ساتھ خصوص فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پردہ پوشی کے بارے میں یہ خبر پھوڑے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب آپ ﷺ نے اپنے تہجد کے دامن میں پھر پھر کرنا کہ میں پر رکھنے کا ارادہ کیا تو وہ مکمل گیا اور آپ ﷺ پر بندہ ہو گئے تو زمین پر گر پڑے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فوراً تہجد باندھ لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے چچا نے آپ سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے پر بندہ ہونے سے منع کیا گیا ہے۔“ انہیں میں سے یہ کہ آپ ﷺ پر اللہ عزوجل نے ستر میں بادلوں سے سایہ کیا اور ایک روایت ہے کہ حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دوسری عورتوں نے جب آپ ﷺ ستر سے واپس آئے تو دیکھا کہ دوش سے آپ ﷺ پر سایہ کر رہے ہیں۔ اس کا انہوں نے پتہ نہ (ان کے غلام) سے نہ کرہ کیا تو انہوں نے ان کو بتایا کہ جب سے آپ ﷺ ستر کے لیے نکلے ہیں (اس نے ان فرشتوں کو) اسی طرح دیکھا ہے۔

حضرت وائی طبر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بادل کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ پر سایہ کر رہا ہے وہ آپ ﷺ کے ساتھ تھیں ایک ستر میں آپ ﷺ کے بیٹھتے ہونے سے پہلے ایک خشک درخت کے نیچے اترے تو اس نے تروتازہ ہو کر آپ ﷺ کے گرد آکر سایہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی شاخیں گل آئیں۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ پر ایک درخت نے جب کہ سایہ کیا۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ کے وجود گرامی کا چاند سورج کے وقت سایہ نہ ڈالتا تھا اس لیے کہ آپ ﷺ نور تھے اور کھلی آپ ﷺ کے جسم اور کپڑوں پر نہ بیٹھتی تھی۔

آپ ﷺ کو غلط فہمی نہ ہو یہاں تک کہ آپ ﷺ کی طرف وحی کی گئی پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب (ظاہری و دوسے) کی اور اپنی ظاہری عدت حیات کے ہرے ہونے کی خبر دی۔ ۱۵ء کہ آپ ﷺ کی آرام گاہ

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے گھر میں ہوئی اور یہ کہ آپ ﷺ کے حجرہ شریف ۱۱ء اور مسجد منبر کے درمیان ریاض جنات کا ایک باغ ہے اور یہ کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو اپنے وصال کا اختیار دیا۔ ۱۱ء

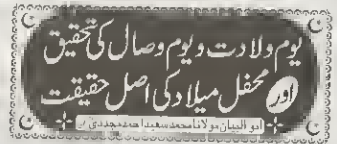
حدیث وفات میں آپ ﷺ کی بہت سی ہزریاں اور عجزات شامل ہیں اور یہ کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کے جسد اقدس پر صلوة و سلام پڑھا۔ اس روایت کی بنا پر جن کو ہم نے بعض علماء سے روایت کیا ہے اور یہ کہ ملک الموت نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی حالانکہ آپ ﷺ سے پہلے کسی سے اجازت قبض روح کی نہ مانگی اور بوقت غسل ایسی آوازیں کی گئیں کہ آپ کی قمیض مبارک نہ اتارو۔ ۱۱ء

حضرت خضر رضی اللہ عنہ اور مالک نے اہل بیت سے وصال کے بعد تہویہ کی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے صحابہ پر آپ ﷺ کے عجزات برتیں کثرت ظاہر ہوئیں۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چپے کے نرسل سے ہارن کی دعا کی اور بہت سے اصحاب نے آپ ﷺ کی آل سے برکتیں حاصل کیں۔ ۱۱ء

﴿حوالہ جات﴾

- ۱۔ دلائل النبوة للبیہقی ج: ۱ ص: ۱۱۳ ۲۔ ایضاً ج: ۱ ص: ۸۲، ۸۳
- ۳۔ ایضاً ج: ۱ ص: ۱۱ ۴۔ ایضاً ج: ۱ ص: ۱۲
- ۵۔ ایضاً ج: ۱ ص: ۱۲۶ ۶۔ مجمع الزوائد ج: ۸ ص: ۲۲۰
- ۷۔ طبقات ابن سعد ج: ۱ ص: ۱۲۷ ۸۔ دلائل النبوة لابی نعیم ج: ۱ ص: ۱۶۷
- ۹۔ صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۲۶۷ ۱۰۔ سنن ترمذی ج: ۵ ص: ۲۵۰
- ۱۱۔ الخصائص الکبریٰ ج: ۱ ص: ۹۱ ۱۲۔ سنن ترمذی ج: ۵ ص: ۲۵۰
- ۱۳۔ الخصائص الکبریٰ ج: ۱ ص: ۶۸ ۱۴۔ ایضاً
- ۱۵۔ دلائل النبوة للبیہقی ج: ۷ ص: ۱۶۵ ۱۶۔ ایضاً ج: ۵ ص: ۲۵۹
- ۱۷۔ مستدرک ج: ۳ ص: ۶۰
- ۱۸۔ سنن ابو داؤد ج: ۳ ص: ۵۰۲ / دلائل النبوة للبیہقی ج: ۷ ص: ۲۳۲
- ۱۹۔ صحیح بخاری ج: ۱ ص: ۲۳





عالمین کی عادت ہے کہ تقریباً ہر سال میلاد النبی ﷺ کے مبارک و مسعود موقع پر مسلمان اہل سنت کے خلاف غیض و غضب کا اظہار شروع کر دیتے ہیں اور اس عہد و استحکام کی خلاف ورزی و فتنہ و فساد کا وہ آواز کھول دیتے ہیں۔

عید قربان کے موقع پر گوجرانوالہ کے ائمہ بیٹ حضرت کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع کیا گیا جس میں میلاد النبی ﷺ کو شرک و بدعت قرار دیا گیا۔ اس پمفلٹ میں کوئی خاص قابل ذکر بات تو موجود نہیں البتہ ایک ملاحظہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کا جواب اور وہاری مذہبی و دوسری ہے۔ اس پمفلٹ میں سارا زور اس بات پر صرف کیا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول بالاقافا اہل اسلام حضور ﷺ کا یوم وصال ہے نہ کہ یوم ولادت! چونکہ حضوری و فات کے سوا صحابہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی غرور و غرور سے اہل اس تاریخ کو فتنی کا اظہار کرتا ان کے زخموں پر تنک پائی کے مترادف ہے۔ ”گویا ان کے نزدیک بارہ ربیع الاول کا یوم ولادت ہونا مشکوک اور یوم وفات ہونا یقینی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ تاریخ ولادت میں مسنوی اختلاف کے باوجود جمہور متقین و اکثر علمائے امت کے نزدیک حضور ﷺ کا یوم ولادت بارہ ربیع الاول ہی ہے اور اسی پر امت کا عمل و قیام ہے اور امت کا قتال بجائے فروغ و صل ہے۔

شریعت مطہرہ میں بطور شکر یا دعا و خوشی منانا جائز اور مستحسن ہے لیکن یمن و ن سے زیادہ سوگ منج ہے۔ اس لیے اہل اسلام و ملت نے امت نے ہمیشہ یوم ولادت منایا ہے بطور سوگ و غم ”یوم وفات“ منانا ہرگز ثابت ہوا۔ ہم حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں اور زندہ کا سوگ و غم منانا عقل و دیانت کے خلاف ہے۔ اگر مخالفین کے نزدیک بارہ ربیع الاول ولادت کا شکیں بلکہ وفات کا دن ہے تو وہ یوں بطور یوم وفات منائیں گے کہ یمن و ن سے زیادہ سوگ منج ہے۔

اب آجے آنحضرت اسلام سے دریافت کریں کہ بارہ ربیع الاول حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا دن ہے یا وفات کا؟

قول اول: وفات رسول ﷺ کی ربیع الاول

● قول البغوی ابن سفیان عن یحییٰ بن بکر عن الملیث انہ قال توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين ليلة عثت من ربيع الاول کے ترجمہ: ”روایت کیا یعقوب بن سفیان نے یحییٰ بن بکر سے انہوں نے لیٹ سے انہوں نے کہا کہ وفات پائی رسول پاک ﷺ ہے پھر کہوں ربیع الاول کی پہلی رات گزرنے پر۔“

● قول فضل ابن ذکین توفی رسول الله ﷺ يوم الاثنين مستعمل ربيع الاول کے ترجمہ: ”کہا فضل ابن ذکین نے کہ وفات پائی رسول خدا ﷺ نے ربیع الاول کا چارہ چھتے ہی پیر کے دن۔“

قول دوم: وفات رسول ﷺ و ربیع الاول

● قول البیہقی انباء عن ابو عبد الله الحافظ قال انباء عن احمد بن حنبل (النی آخر السند) وكان اول يوم مرضي يوم السبت وكانت وفاته عليه السلام يوم الاثنين ليلة عثت من ربيع الاول کے ترجمہ: ”کہا امام حنبل نے کہ ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں احمد بن حنبل نے خبر دی (مسند کے آخر تک) اور پہلے دن جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تھے کہ دن تھا اور آپ کی وفات پیر کے دن و ربیع الاول کی دوران میں گزرنے پر ہوئی۔“

● قول الواقدي وقال سعد بن زهري توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين ليلة عثت من ربيع الاول کے ترجمہ: ”کہا الواقدي نے کہ امام سعد بن زہری نے کہ وفات پائی رسول ﷺ نے پیر کے دن و ربیع الاول کی دوران میں گزرنے پر۔“

قول سوم: وفات رسول ﷺ دس ربیع الاول

● قول ابن عباس و مات رسول الله ﷺ يوم الاثنين لعشر خلون من ربيع الاول کے ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وفات تو رسول اللہ ﷺ پیر کے دن و ربیع الاول کے دس دن گزرنے پر۔“

قولی چہارم: وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول

وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ یہ قول محمد بن اسحاق کا ہے۔ ۱۲

اقوال بالا کی تحقیق

مذکورہ بالا ائمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات یکم ربیع الاول ہے بعض آئمہ نے فرمایا تاریخ وفات در ربیع الاول ہے بعض آئمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات دس ربیع الاول کو ہوئی محمد بن اسحاق کی ایک روایت میں وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کی بیان کی گئی ہے۔

محققین کہتے ہیں کہ اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ لیکن روایات بالا پر حد کتاب کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ صرف ایک روایت میں بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات بتائی گئی ہے اور باقی روایات اس کے برعکس ہیں۔

● آخر میں مشہور سیرت نگار امام ابو الفہم کمالی رحمہ اللہ کا فیصلہ یہ ہے آپ فرماتے ہیں ولا ینصوہ وقوع وفاته علیہ السلام یوم الاثنين ثانی عشر ربیع الاول من سنة احدى عشر وذالک لانه علیہ السلام وقف فی حجة الوداع سنة عشر یوم الجمعة فكان اول ذی الحجة یوم الخمیس فعلی تقدیر ان لحسب الشهور ثامة او ناقصة او بعضها تام وبعضها ناقص لا ینصور ان یکون یوم الاثنين ثانی عشر ربیع الاول بقرينة حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول 11 بروز سوموار ہوئی اور 10 کا ج یعنی ہجۃ الوداع بروز جمعہ ہوا۔ پس اس حساب سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ بروز شنبہ (جمعرات) فتنی ہے اس کے آگے ربیع الاول تک تمام مہینے میں دن کے شمار کریں یا آٹھن دن کے یا بعض تیس کے اور اڑتیس کے کسی صورت میں بھی بارہ ربیع الاول کو سوموار کا دن ہو ہی نہیں سکتا۔

پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول کی اور جوئی تاریخ میں بھی ہزارہ ربیع الاول کو ہرگز نہیں کیونکہ یہ کسی بھی حساب سے درست نہیں۔

● علاوہ یوں کہ عیسیٰ اشرقی قاضی بشرط الیہ صفحہ ۲۰۳ پر رقم طراز ہیں: "اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول میں ہرگز ہرگز وہ نہ ہو سکتا تھا بلکہ وہ یوں ہوا کہ آپ کی وفات ۱۱ ربیع الاول کو ہوئی" اس کے بعد دعا ہے کہ اس تاریخ کی

تحقیق میں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ تھی اور یہ وفات در شنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

اس تحقیق کی روشنی میں محققین کا یہ فیصلہ غلط ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی وفات کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے یہی ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول کے یوم ولادت ہونے پر امت کی اکثریت متفق ہے۔ جمہور محققین مؤرخین اور امت کی اکثریت کا اتفاق ہے کہ یوم ولادت بارہ ربیع الاول بلا اتفاق یوم وفات نہیں ہے۔ البتہ بارہ ربیع الاول در روز شنبہ سوموار ہے اس سلسلہ میں گورنریات مختلف ہیں مگر مشہور ترین قول کے مطابق حملہ اہل اسلام کے نزدیک قرن اول سے لے کر آج تک بارہ ربیع الاول ہی یوم ولادت ہے۔

بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت

● امام ابو بکر محمد بن اسمین رحمہ اللہ کی اپنی کتاب دلائل النبوت میں تحریر کرتے ہیں ولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين عام الفیل لانی عشر لیلۃ مضت من شهر ربیع الاول بقرينة حضور ﷺ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں رات گزرنے پر ہوئی۔

● اسی طرح امام احمد رضا رحمہ اللہ (شارح بخاری) زرقانی علی المصابیح جلد اول صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں کہ ولد المشہور انہ ﷺ ولد یوم الاثنين ثانی عشر ربیع الاول وعلیہ اہل مکہ قدیمہ وحديثہ وفی زیارتہم موضع مولده فی هذا الوقت بقرينة حضور ﷺ کی ولادت شنبہ ہوئی۔ اسی بات پر تمام اہل مکہ لکھے پچھلے متفق ہیں کہ وہ آج تک بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کے مقام ولادت کی نیابت کرتے ہیں۔

چونکہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی لہذا تاریخ ولادت کے معاملہ میں ان کی بات کو ترجیح دینا تقاضائے عقل کے عین مطابق ہے۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج النبوت میں سب سے پہلا یہ قول نقل کیا ہے کہ ولادت نبوی ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ بعض افراد تو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ز قول اہل اشیراء کلو اسات وکل اہل کبریا سست زیارت کر ان ایضاً مسیح ولادت در شنبہ رخاغان مولود (ترجمہ: ہرگز اہل اسلام کے درمیان مشہور ترین قول یہی ہے کہ آپ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی) اہل مکہ کا اسی پر عمل ہے کہ وہ بارہ ربیع

الاول کی رات کو حضور ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں اور اس رات کو مولود خوانی کرتے ہیں۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ ولادت کی تاریخ میں کدوالوں کی بات مستتر ہے یا گوچرانوالہ امر سرسوار روچ والوں کی؟

مسلم شریف کی ایک حدیث ملاحظہ ہوا کہ دالے کہتے ہیں کہ ولادت باسعادت بارہ رجب الاول کو ہوئی اور مگر دالے بھی کہتے ہیں کہ ولادت بارہ رجب الاول کو ہوئی لیکن مخالفین پرستو خند ہاڑی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں

● علامہ محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "حضرت رسالت مآب ﷺ کی ولادت پندرہ کے دن بارہ رجب الاول کو ہوئی۔" ۱

● علامہ محمد بن اسحاق مطہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "حضور ﷺ کی ولادت بارہ رجب الاول عام الفیل دوشنبہ کے دن ہوئی۔" ۲

● تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ "حضور ﷺ کی ولادت بارہ رجب الاول سنہ عام الفیل میں اس وقت ہوئی جب نو شہرہاں کی حکومت کا پانچواں سال تھا۔" ۳

● حضرت مولانا عبد الرحمن جانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ولادت دے ﷺ روز دوشنبہ زاد و ہمہ رجب الاول ہے یعنی حضور ﷺ کی ولادت پندرہ کے دن بارہ رجب الاول کو ہوئی۔ ۴

● اسحاق الراغبین بر حاشیہ نور الابصار میں ہے کہ "حضور ﷺ کی ولادت دوشنبہ کے دن بارہ رجب الاول کو صبح کے وقت ہوئی۔" ۵

● علامہ عبد الواحد خفنی فرماتے ہیں کہ "حضور ﷺ بارہ رجب الاول کو دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔" ۶

● کتاب ہدایت پاک میں ہے کہ "یہ صحیح ہے کہ ولادت الاول میں ہی حضور ﷺ کی وفات ہوئی اور رجب الاول

میں ہی ولادت ہوئی۔ ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے تاہم اگر بارہویں کو تاریخ ولادت مان لی جائے تو کوئی تاریخی قباحہ لازم نہیں آتی لیکن بارہویں کو وفات ماننا تو عقلاً و کلاماً مضر ہے۔" ۷

ولادت مصطفیٰ ﷺ کے روزائے ایس سن کی آؤ بکا

امام ابو القاسم عسکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایس چار مرتبہ دیا ہے "حسین لعن وحین اہبط وحین ولد رسول اللہ ﷺ وحین نزلت فاتحہ" ترجمہ۔ "ایس اپنی پوری زندگی میں چار مرتبہ دیا۔ پہلی بار اس وقت (رویا) جب اس پر لعنت کی گئی اور پھر (دوسری بار اس وقت رویا) جب اس کو راندہ درگیا کیا اور پھر (تیسری مرتبہ اس وقت رویا) جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور (چوتھی بار اس وقت رویا) جب سورہ فاتحہ اتاری گئی۔" ۱

اب بارہ رجب الاول کو گم کاون کہہ کر شریک غم ہونے والے غرضوں میں کہہ دے کہ شریک غم ہیں۔

محمل میلاد کی اصل حیثیت

محمل میلاد کی اصل حیثیت یہ ہے کہ تلاوت قرآن نصرت خوالی کے علاوہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر ہوتا ہے۔ فضائل و مناقب بیان ہوتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات پر تقاریر ہوتی ہیں۔ تقسیم رسول ﷺ شرعاً مطلوب ہے جیسا کہ تم قرآنی ہے "وہو عزوہ و فوہوہ....." ۱ ترجمہ۔ "اور اس (اللہ کے رسول ﷺ) کی مدد کرو اور تقسیم کو کریم کرنا۔" صاحب روح البیان نے اس آیت کے تحت لکھا ہے "وہو من تعظمہ ﷺ عمل المولد" ۲ ترجمہ۔ "میلاد منانا حضور ﷺ کی تقسیم میں داخل ہے۔"

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میلاد کی اصلیت شرع سے ثابت مانتے ہیں لیکن موجودہ ہیئت کلدانی اور صورت جمہوی پر نہیں اعتراض ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جس چیز کی اصلیت شرع سے ثابت ہو اور اس کی ہیئت انفرادی قرآن یا سنت میں موجود نہ ہو (جائز محض وسعت) کے لاحق ہونے سے ممنوع نہیں ہو سکتی۔

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اپنی موجودہ صورت میں حضور ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں تھیں اور بعد میں نکالی گئیں مگر آج کل تمام لوگ انہیں کار خیر سمجھتے ہیں مثال کے طور پر

① پختہ مساجد (بلند مینار اور محراب) ② دینی مدارس اور ان کا نصاب تعلیم

③ قرآن پاک پر اعراب اور پادوں کو گول اور رموز اتفاق کی تعظیم

④ مسافر خانے ⑤ احادیث کی کتابیں اُسناد و اقسام وغیرہ

⑥ معارف بہت مختصر ⑦ اذان کے لیے منبر

۱۸) دین و دنیا کا مروجہ طریقہ (مثلاً اشتہار چھاپ کر اسٹیج بھا کر لاؤ پتنگ کر مومن کو دوسروں کے اعزاز میں یا چند ماہ کے تبلیغی پے لگا کر تبلیغ)

۱۹) سیاسی یا دینی جلسوں

۲۰) زکوٰۃ میں موجود و مسکرا کے رائج الوقت ادا کرنا

۲۱) تدوین کتب اور تحریک و لکھ

۲۲) طریقہ کے چاروں سلاسل کے مشاغل مراعاتی و مخالف اور ذکر کی اقسام

۲۳) شریعت کے چاروں سلاسل اور ان کے امتداد کی کارنامے وغیرہم

۲۴) طاغیوں کی ملاوٹ و دیکھل سے ان کا تمام مذکورہ بالا امور کو جائز سمجھ کر اور مطمئن کیے ہیں (حالانکہ یہ تمام امور زائد نبوی ﷺ یا قرآن اولیٰ میں نہ تھے) یا کلیو اثر اہرام غصم (اسی دلیل سے محض میلا اور جلوس کا صحیح اور درست ہو کر ثابت نہیں ہوتا؟)

۲۵) علم اصول کا قاعدہ ہے جسے شای اور ابن ہمام وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ "شافیہ اور حنفیہ کے نزدیک عاریہ ہے کہ اصل تمام شایاء میں اہل بیت اور جواز ہے۔" جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور اصفیۃ للمعات میں بھی مذکور ہے۔ جس ثابت ہوا کہ جس چیز کی ممانعت شرع میں ثابت ہو جائے وہ منوع اور حرام ہے اور جس چیز کی ممانعت یہ دلیل شرعی نہ ہو وہ جائز و مباح ہے۔

۲۶) جو شخص جس چیز پر اصل کو ناجائز و حرام یا مکروہ کہتا ہے اس پر واجب ہے کہ اپنے دعویٰ پر دلیل شرعی قائم کرے جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کیونکہ اس چیز کی ممانعت ہو گئی دلیل شرعی نہ ہو تا ہی جواز کی دلیل ہے۔

۲۷) جامع ترمذی و ترمذی ابن ماجہ میں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا اے اللہ ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فهو مما عفا عنہ کما تری۔ "عطا" وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس پر سکوت فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے اس کے کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔

۲۸) اس حدیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اگر مکرر تباہ و تباہ (مثلاً شریعت و جلوس و غیرہ) کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ شرع سے ممانعت ثابت نہ ہو تا ہی ہمارے لیے دلیل ہے۔ لہذا ہم

۱) (اہل سنت) سے مکمل و سدا اکتفا غنیمت کی ہے جسکی وجہاں ہے۔ ہم کہتے ہیں تم تو میلا دو جلوس کرنا جائز و حرام اور بدعت سید کہتے ہو تم نبوت دو کہ خدا اور رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز و حرام قرار فرمایا ہے؟ اگر شکوت شدہ اور ان شاء اللہ ہرگز نہ دے سکو گے تو یا رکھو تم نے اللہ و رسول پر افتراء یا عدا ہے۔

﴿حوالہ جات﴾

بیرہ

۱۔ البدایہ والنہایہ

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً ج: پنجم ص: ۲۵۶۲۵۴

۴۔ تاریخ طبری ج: سوم ص: ۳۳۹

۵۔ مسند ابن ہشام ج: اول ص: ۱۵۳

۶۔ تاریخ ابن خلکان ج: اول ص: ۲۸۹

۷۔ شواہد النبوة ص: ۲۲

۸۔ اسعاف الواطین ج: اول ص: ۶

۹۔ عجائب القصص ص: ۲۳۷

۱۰۔ مسند ابی ہاشم ص: ۱۷۵

۱۱۔ البدایہ والنہایہ ج: دوم ص: ۲۶۶ / اخصائص کبریٰ ج: اول ص: ۱۱۰



غزل امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

انہاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
بہر اس آن کے بعد زن کی حیات
جس سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو سکتی حق لطیف
ان کے اجسام کی کب دانی ہے
ہاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازدواج کو جائز ہے طلاح
اس کا نہ کہ بے جو فانی ہے
ہ ہیں تجی ادبی ان کو رضا
صدق وعدہ کی نشانی ہے

شعبہ (پیر) کو روزہ رکھو اس لیے کہ میں اسی دن پیدا ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہم ولادت کی یاد دہانی رکھنے کے لیے روزہ رکھنا سنون ہے۔ اسی کے حکم میں ہر گز غلط ہے۔ میلاد شریف کی محفل بلاشبہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی محفل ہے اور بلاشبہ کاغذ پر ہے۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی ولادت کی بشارت ابولہب کی لہری تھی یہ ہے جب اس کو دی تو اس خوشی میں اس نے توبہ کر ڈال کر دیا۔ ابولہب کے مرے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا تو چہا کجا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ جہنم میں ہوں مگر ہر دو شعبہ (پیر) کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور ان دو اہل بیت کے پاس چڑھتا ہوں۔ یہ اس کا انعام ہے کہ جب توبہ نے ولادت اقدس کی بشارت دی تھی تو میں نے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس کو روزہ چلانے کا حکم دیا تھا۔

اس پر علامہ ابو جعفر محمد بن اسماعیل بن جریر فرماتے ہیں: فہذا کان هذا الکافر الذی نزل القرآن بسلمہ جوزی فی النار بفروحه لیلۃ مولدہ بہ فلما حال المسلم الموحد من امته علیہ السلام یسر بمولودہ ویسلل ما اتصل الیہ للدرۃ فی محبتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمری لما یکون حواء ہ من اللہ الکریم ان یدخلہ جہات النعیم و لا زال اهل الاسلام یحفظون بشہر مولدہ منیہ الصلوۃ والسلام ویصلون الولائم ویصلون فی ثانیہ بانواع الصلوات ویظہرون السور و یتلون فی العمرات ویعتون بقرۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من بركاتہ کل فصل عظیم ومما جرب من خواصہ الہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنبیل البھیۃ والسرور فرحم اللہ امر اتخذ لہابی شہر مولدہ المبواک اعیاد الیکون اشد علة علی من فی قلبہ مرض وعیبہ داء کجرح۔ جب اس کا نوزد جس کی خدمت میں قرآن نازل ہوا ولادت کی خوشی پر یہ انعام ملا تو حضور اقدس ﷺ کا مسلمان اسی اگر ولادت اقدس پر خوشی منائے اور حضور کی محبت میں مقدرت بحر فتح کس اس کا کیا حال ہوگا؟ قسم اس کا انعام رب کریم کی طرف سے جنت خیم ہے۔

مسلمان مدت روزانہ سے شہر اول کا اہتمام کرتے ہیں کھانا کھاتے ہیں ہر قسم کی خیرات کرتے ہیں خوشی ظاہر کرتے ہیں اور ولادت پر پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کی برکت سے ان پر ہر طرح کا فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔ بلا شریف کے غم میں سے بھر ہے کہ یہ اس سال کے لیے ان سے اور متعدد حاصل کرنے کے لیے۔ ہمارے عاجلہ ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو رجب الاول شریف کی مبارک راتوں کو مدید ۱۰ نے تاکر جس کے دل میں بیماری ہو اسے چلن پیدا ہو۔

علامہ خلیف احمد قسطلانی شارح بخاری نے اور علامہ عبد الباقی زرقانی نے اس کو موابب اللہ فیہ اور اس کی شرح میں نقل فرمایا اور اس کو باقی رکھا اس کا مطلب ہے کہ یہ حضرت اس سے متفق ہیں۔

محدثان علامہ ابن حجر مستطانی شارح بخاری نے اس کے امتحان پر اس حدیث شریف سے استدلال فرمایا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ عید مذہب طہ بکثرت فرماتے تھے یہودیوں کو کھانا کھانے کا حکم دیا اور روزہ رکھنے کے لیے۔

وریاضت فرمایا اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ اس دن اللہ نے فرعون کو قتل فرمایا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر روزہ رکھا تھا ہم بھی رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کے ہم حقدار ہیں۔ حضور ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھا۔ اس پر فرماتے ہیں: و یستفاد منہ لعل الشکر

علیٰ ما من بہ فی یوم معین وای نعمۃ اعظم من بروز نبی الرحمة والشکر یحصل بانواع العبادة کالسجود والقیام والصلوۃ والاعلاۃ کجرح۔ اس سے یہاں نہ حاصل ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے کوئی احسان فرمایا ہو اس دن اللہ کے شکر میں کچھ کرنا چاہیے اور نبی رحمت کی آمد سے بعد کہ کون سی رحمت ہے؟ فکر کا طریقہ تلف محاذ میں کرنا ہے جیسے ہجرت روزہ اور طاعت۔ علامہ عبد الباقی زرقانی شارح موابب میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں: و یوسفہ لہ فی ذلک الحافظ ابن رجب کجرح۔ کلام ابن حجر سے پہلے حافظ ابن رجب اس سے استدلال کر چکے ہیں۔

خاتم الخطب امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس کے جواز پر اس حدیث سے استدلال فرمایا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ نے اپنا حقد فرمایا۔ فرماتے ہیں: لا تعدا العنقیقۃ مرۃ لانیۃ فیحمل علی اللہ فعلہ شکر الفکالک یستحب لہا اظهار الشکر بمولودہ بالا جماع و اطعام الطعام ونحو ذلک من وجوہ القربات کجرح۔ حقیقہ دار نہیں ہوتا اس کا اس پر عمل کیا جائے گا کہ اس کو حضور ﷺ نے بطور شکر کیا۔ ایسے ہی ہمارے لیے مستحب ہے کہ ولادت اقدس پر شکر کے اہتمام کے لیے اکٹھے ہوں اور کھانا کھائیں اور اس کے شکر دوسرے تک کام کریں۔

شیخ الدلائل شیخ احمد عبد الحق تاج الدین زبیدی رحمہ اللہ نے "اکلیل" شرح مدلولک التعلیل میں ان سب باتوں کو نقل فرمایا۔ علامہ دانی نے انہوں نے نقل کیا کہ علامہ محمد بن اسماعیل بن جریر نے فرمایا جو اصل عمل المولد الشریف لم یقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاصلة والمحدثات

بعدها بالمقاصد المحسنة والنية التي للاخلاص شاملة لم ازال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن العظام يحفظون لي شهر مولده صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم بعمل الولائم البلدية والمطاعم المشتملة على الامور البهيجة الرفيعة ويتصدقون في البالاء بنوايع الصدقات ويظهرون المسرات ويزيدون في المبرات بل يعتنون بفراءة في مولده الكريم ويظهر عليهم من بركانه كل فضل عظيم عميم بحيث كان مما جرب كما قلنا الامام فخر الدين العزولي المقرئ المعروف ومن خواصه انه امان تام في ذلك العام وبشرى ناجل بنيل ما ينشئ ويوم في

اس عادت کا بھی حاصل ہوتی ہے جو اہل دینی عبادت کا ہے۔ پھر نقل فرمایا **فقال** واكثرهم بذلك عناية اهل مصر والشام في ترجمة "ملا شريف کاسب سے زیادہ احترام مراود شام والے کرتے ہیں۔" پھر فرمایا **واما ملوک الاندلس والغرب** فلهم فيه ليلة تيسر بها الركب ان يجتمع فيها الامة علماء الاعلام فيعملوا بين اهل الكفر كلمة الايمان واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذلك وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير في ترجمة "شامانی انکس اور مغرب رجب الاول کی ایک رات شامی اجتماع کرتے ہیں کہ لوگ ساریوں پر چل کر آتے ہیں۔ وہاں سے اکثر اعلام و علمائے کرام اکٹھا ہوتے ہیں۔ اس سے کافروں کے درمیان کلمہ ایمان بلند ہوتا ہے۔ یہ امر گمان ہے کہ اہل روم بھی اس سے پیچھے نہیں رہتے اور بلا و بدتر سب سے بڑھ کر اس میں حصہ لیتے ہیں۔"

شیخ احمد رضا باقی فرماتے ہیں **واما ما عجم فمن حيث دخل هذا الشهر والزمان المکرم** لاهلها مجالس فخاص من انواع الطعام للفراد الکرام والعلماء العظام وللغرفاء الخاص والعام وفراءة الخدمات والصلوات المتتاليات والانشادات المعتمدات واجناس المبرات والتعيرات وانواع السرور واصناف الحور ومن تعظيم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد العظيم والمجلس المکرم انه لا باباء احد في حضوره رجاء احراب اوره وسروره في ترجمة "جب یہ عظمت والاہمیت (رجح الاول) داخل ہوتا ہے تو ہم والے بڑی بڑی مجلسیں منعقد کرتے ہیں۔ جس میں قراءۃ مقامہ و فقرات کے لیے قسم قسم کے کھانے تیار کرتے ہیں۔ مسلسل قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے اور معتد الشعار پڑھے جاتے ہیں۔ قسم قسم کی خیرات ہوتی ہے۔ طرح طرح کی خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ چونکہ ملانے کے

اور مشائخ عظام اس میلاد پاک اور محفل کا ادب بجالاتے ہیں، اس لیے ہر شخص اس محفل پاک کے نور و سرور کے حصول کی امید پر بلا اتکاس میں شریک ہوتا ہے۔" پھر نقل فرمایا **فقال** السخاوی واما اهل مكة فينوجوهون الى محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك بمقصده ويزيد اهتمامهم به على يوم انعقد حتى قيل ان يخلف عنه احد من صائغ وطالح لا سيما الشريف صاحب الحجاز واهل المدينة به وعلى فعله القبال وكان للملك المظفر صاحب اربل رحمه الله بذلك فيها اتم العناية واهتمامها مع شانه جاوز الغاية التي عليه به العلامة ابو شامة احد شيوخ الصوري وقال مثل هذا الحسن بنبدب عليه ويشكر فاعله وبنشئ عليه. زاد ابن الجزوي ولم يسكن في ذلك الا ازغام الشيطان وسرور الايمان في ترجمة "علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مکہ والے شب وادرات میں (چاہے ولادت اقدس) کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ اس امید پر کہ اس سال ان کا مقصد پورا ہوگا اور اس کا اہتمام عید کے دن سے زیادہ کرتے ہیں۔ ٹیک و بدنام جاتے ہیں۔ شاید ہی کوئی روچتا ہو۔ خصوصاً حاکم نماز شریف کہ اور بدو نے بھی اس دن جشن کرتے ہیں۔ شہنشاہ اربل مظفر **رحمۃ اللہ علیہ** اس کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے، بہتادہ کر سکتے تھے۔ اس پر علامہ ابو شامہ نووی کے استاذ نے ان کی تعریف کی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی اور سب چیز ہے۔ اس کے کرنے والے کی تعریف کرنی چاہیے۔ ابن جزوی نے ان کا زیادہ بڑھایا کہ اس میں شیطان کی ناک خاک آلود کرنا ہے۔ اور اہل ایمان کا سرور ہے۔"

رد میا کاٹھن کا یہ احیاء میں کہ چونکہ میلاد شریف قرون غاش میں نہیں تھی اس لیے دعوت اور گرائی ہے۔ یہ ان کی جہالت بلکہ گمراہی ہے۔ اس لیے کہ اگر ان کی یہ بات مان لی جاتے تو پھر ان کا سارا کاروبار بدعت و گمراہی ٹھہر گیا۔ ان کے مدروس میں جو کتابیں پڑھائی جاتی تھیں، ان کا عہدہ بخداوی سے لے کر یہ ایک بھی ان کے قرون میں نہیں تھی جس کی گمراہی شریف بھی۔ بخاری شریف تو تیسری بھری بھی نہیں گئی۔

ان کے اس قول کا رد خود عدیہ صحیح میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت جریر بن عبداللہ **رضی اللہ عنہ** سے مروی ہے کہ حضور اقدس **ﷺ** نے ارشاد فرمایا **حسن من لى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيئا ومن من فى الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شيئا** في ترجمة "جس نے اسلام میں اچھا طریقہ لایا، ان کا ثواب ملے گا اور جس نے لوگ اس کے بعد عمل کریں گے ان کے

برابر اسے ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ جو اسلام میں کوئی نہ مطلقاً ایجاد کرے گا اس پر اس کا وہاں ہوگا، اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کا وہاں اس پر ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایجاد چیز ایسی ہو جو موجب ثواب بھی ہو سکتی ہے اور نہ ہی باعث گناہ بھی۔ چنانچہ انسانی برائی کا معیار یہ ہے کہ جو ایجاد چیز کسی سنت کے خلاف ہو وہ مذموم و منکرات ہے۔ جو ایجاد چیز کسی سنت کے خلاف نہ ہو وہ مذموم نہیں۔ مگر اس میں وہی خدایوں تو موجود ہیں اور اس کا باعث ثواب ہے۔

مرقا شرح مشکوٰۃ میں ہے: **وقال الشافعي رحمه الله تعالى** ما حدث مما يخالف الكتاب لو النسنة او الاثر او الاجماع فهو ضلالة وما احدث من الخير مما لا يخالف شيئاً من ذلك فليس بملذوم بل ترجمہ: "امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا جو چیز کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ مکرہی ہے اور جو ایسی بات ایجاد کی جائے جو ان میں سے کسی کے خلاف نہ ہو وہ مذموم نہیں۔"

اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: **من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد** ترجمہ: "جس نے دین اسلام میں ایسی بات ایجاد کی جو اسلام سے نہیں وہ قابل قبول نہیں" اس کے تحت اسی مرقا میں ہے کہ **الجمعي من احدث في الاسلام واما لم يكن له من الكتاب والنسنة سند ظاهر او خفي ملفوظ او مستنبط فهو مبرود عليه وفي قوله ما ليس منه اشارة الى ان احداث ما لا ينافي للكتاب والنسنة كما سنفرقه بعد ليس بملذوم بل ترجمہ: "اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے اسلام میں ایسی بات ایجاد کی جس کے لیے کوئی سند نہ ہو نہ ظاہری نہ خفی، نہ ملفوظ نہ مستنبط وہ مبرود ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد میں **ما ليس منه** کے معنی اشارہ ہے کہ ایسی بات ایجاد کر جو کتاب یا سنت کے خلاف نہ ہو وہ مذموم نہیں۔"**

رہی یہ بات کہ محفل میلا و شریف ایسی ہے یا بری، مگر خدا و رسول کو کون نہ کہہ سکتا ہے؟ علاوہ ازیں آپ دیکھ چکے کہ بلا حلالے کام جو بالاتفاق مقنا ہے امت میں انہوں نے اس کے جواز اور استحسان کی تصریحیں کی ہیں اور احادیث کے سہ سے اس کی سندیں بیان فرمائی ہیں۔

مقتدا کے وقت علامہ عثمان بن حسن دہلوی اپنے رسالہ "اثبات قیام" میں فرماتے ہیں: **اجاب بذا المک الامام المحقق الولی ابو ذؤعة العروانی حين سئل عن فعل المولد مستحب او مکروه فاجاب بقوله الوليمة والطعام مستحب کل وقت فكيف اذا انضم الي ذالک السرور بظهور لور النبوة**

فی هذا الشهر الشرف ولا يلزم من كونه بدعة كونه مكروها فكم من بدعة مستحبة بل واجبة كترجمہ: "امام محقق ابوداؤد سے سوال کیا گیا کہ میلا و شریف کرنا مستحب ہے یا مکروہ؟ جواب دیا کہ سنت اور کما ہر وقت مستحب ہے تو کیسے ناجائز ہو جائے گا کہ اس کے ساتھ یہ خوشی مل جائے کہ اس مبارک مہینے میں نور نبوت کا ظہور ہوا۔ بدعت ہونے سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بہت سی بدعت مستحب ہیں بلکہ واجب ہیں۔"

زرقانی علی المواب میں ہے: **وقالها حسنة قال السبسطي وهو مفتضى كلام ابن الحاج في مدخله قاله لما ذم ما احتوى عليه من المعمرات مع تصويحه قبل بانه ينبغي تخصيص هذا الشهر بزيادة فعل البئر وكثرة الصدقات والخير وغير ذلك من وجوه الغريات وهذا هو عمل المولود المستحسن والحافظ ابو الخطاب ابن دحية الف في ذالک التصوير في مولد البشير النذير واختاره ابو الطيب السبسطي نزمل قصص والاول اظهر لما اشتمل عليه من الخير الكثیر كترجمہ: "یہ بدعت حسنہ ہے۔ علامہ سبسطی نے فرمایا محل میں ابن الحاج کے کلام کا یہی تشبیہ ہے۔ انہوں نے برائی باتوں کی بیان کی ہے جس محفل میں ناجائز ہوتی ہیں۔ (حفظ مزایا میرا ہے وغیرہ) وہ پہلے خود یہ تصریح کر چکے ہیں کہ اس میں ہیند (ربیع الاول) کو صدقات و نذرات کی کثرت کے لیے اور دیکھا اچھے کاموں کی زیادتی کے لیے خاص کرنا چاہیے۔ یہی محسن میلا و شریف ہے۔ حافظ ابو الخطاب ابن دحیہ نے اس بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام "التصوير في مولد البشير النذير" ہے۔ اسی کا ابو الطیب سبسطی نے اقتیاد فرمایا ہے کہ اس کا بدعت حسنہ ہونا قیادہ ما میرا ہے۔ اس لیے کہ یہ شرعی ثابت ہے۔"**

حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی سب مباح کا خلاصہ یہ لکھتے ہیں: **وقال الحاصل ان عمله بدعة لكنه اشتمل على محاسن وضدها ومن تحرى المحاسن واجتنب ضدها كانت بدعة حسنة ومن لا فلا كترجمہ: "علامہ حکام یہ ہے کہ اس زمانے میں اس محفل میں کچھ نارا یا تم شامل ہوگی ہیں۔ مثلاً مزایم وغیرہ تو اگر محفل میں کوئی نارا دبات ہے تو ممنوع اور ہرگز ناجائز بات سے محفل خالی ہے تو بدعت حسنہ ہے۔"**

ثوبیہ کا واقعہ نقل کر کے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **چاہیں یا سناست مراثل مولد اور سرور کی کثرت، بل اموال ناخیر کچھ ترجمہ: "میلاد کی محفل کرنے والوں کے لیے یہ سوسے کہ خوشی کرتے ہیں اور اپنے ارفع کرتے ہیں۔"**

خلاصہ کلام:

ملاحظہ کلام یہ نکلا کہ مرتبہ محفل میلاد شریف جاکسی شک و تردد کے جائز مستحسن اور باعث ثواب ہے۔ اس کی اصل قرآن مجید کی چند آیتوں اور احادیث کے سہ ماہیت ہے اور اہل علمائے کرام جو تمام امت کے نزدیک معتبر ہیں اس کے جواز و استحسان کے قائل ہیں۔ مثلاً سند الخطاط ابن حجر عسقلانی شارح بخاری خاتم الخطاط علامہ جلال الدین سیوطی علامہ سحر خطیب قسطلانی شارح بخاری شیخ القرآن علامہ جزی علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علامہ طبری حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ قائل ہیں اہل بیت۔

ماضیین کے معتبر ماضی قریب کے شیخ العرب والہم شیخ الدلائل علامہ احمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی حتیٰ کہ ماضیین کے بھائی بھائی امام اللہ صاحب نے اپنی مشہور کتاب "فیصل ملت مسئلہ" میں تصریح کی ہے کہ "فقیر کا مشرب یہ ہے کہ زلیخہ برکات کچھ کہ ہر سال مولود کرتا ہے اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہے۔"

یہ محفل اس فہم کلامیہ کے ساتھ کہ اس طرح دن تلاش میں زندگی بسر اس کی وجہ سے آرام و گناہ نہیں ہو سکتی۔ حدیث مذکور کجی اگر تو ایجاد چیز ایسی ہے تو ایجاد کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور عمل کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ملے گا۔ اس حدیث کے مطابق جس نے میلاد شریف اس وقت کے ساتھ ایجاد کیا وہ بھی ثواب کا مستحق ہے اور اس وقت سے لے کر اب جن جن لوگوں نے یہ محفل کی یا قیامت تک کریں گے سب ثواب کے مستحق ہیں اور سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ (ذکرہ تعالیٰ تعالیٰ)

﴿حوالہ جات﴾

۱۔ زرقانی علی المواہب

۲۔ اکلیل جلد ۳ ص: ۳۹۸

۳۔ اکلیل جلد ۳ ص: ۳۹۹

۴۔ صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۳۳

۵۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۴



ارشاد خداوندی ہے کہ ﴿وَنُفِخُ فِي سُرُورٍ لَّا تُحْصِيهَا كَلِمَاتٌ رَبِّهِ﴾ اور اگر اللہ کی نعمتوں کو کوئی شمار نہ کر سکے۔۔۔ ہے۔ یہ شکر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لا تعد و لا تحصى اور شمار سے باہر ہیں مگر ان سب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بلکہ تمام نعمتوں کی جان جان جہاں وہاں لکھا ضروریہ نور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات ہے جن کے طفیل باقی سب نعمت و انعامات ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

۔۔۔ وہ جو نہ سمجھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ جانتا تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

اس لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر سب سے زیادہ اور بہت ہی اہتمام و تاکید کے ساتھ آپ کی امت بابرکات کے پیچھے کا احسان ظاہر فرمایا ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ ترجمہ: "یہ شکر اللہ کا اہسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انجمنی میں سے ایک رسول بھیجا۔" اللہ تعالیٰ نے چونکہ ایمانداروں کو سب سے بڑی نعمت کا سب سے بڑا احسان ظاہر فرمایا ہے۔ اس لیے اہل ایمان اس کی سب سے بڑھ کر قدر و منزلت جانتے اور اس کا سب سے بڑا شکر ادا کرتے ہیں۔ اہل ایمان اسی لیے جس ماہ یوم میں اس احسان و نعمت کا عبور و اداس میں اس کا بالخصوص چرچا و مظاہرہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا اپنی نعمتوں کی تذکرہ و تشکر اور ذکر و ذکر کا حکم فرمایا ہے۔ خاص طور پر سورۃ الباقی میں ارشاد ہے ﴿وَمَا بِمَنْعَةٍ رَيْبٍ فَحْدَتٍ كَيْفَ تَرْجَمُ﴾ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کر۔۔۔ پھر بطور خاص حضور ﷺ کی ذات اقدس کے نعمت اللہ ہونے کا بیان اور ناشکری و انکساری کرنے والے ہے ﴿يُؤْتِيكَ اللَّهُ مِنْ لَدُنْهِ الْيُسْرَىٰ وَكَفَرًا وَلَئِنْ تَبَايَعْتُمْ كَفَرًا يَنْفَكُ عَنْكُمْ﴾ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو نہ دیکھا۔ ہادی شریف و دیگر تفسیر میں سید المفسرین حضرت علامہ ابن عباس و

عید میلاد النبی ﷺ کیوں نہیں ہو سکتا؟ جبکہ سب کچھ آپ کا ہی فیضان آپ کے دم قدم کی بہار اور آپ ہی کے ارادے کا ثمر ہے۔ (ﷺ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَاللَّيْلُ الْيَوْمَ﴾ کے تحت فرمائی تو ایک یہودی نے کہا "اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ آیت نازل ہی اس دن ہوئی جس دن دو صدی میں قیس بنی تمیم نے ہمدان پر حملہ کیا۔ یہ امرات کا شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل سبکی سوال و جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہی بطور "عید" مقرر ہیں اور ہمارے لیے تیسری عید منانا بدعت و منوع ہے۔ بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو خاص اس دن بطور یادگار عید منانا شکر نعمت اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں جلیل القدر محدث طاعی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ "ہر خوشی کے دن کے لیے لفظ عید استعمال ہوتا ہے۔"

الفرغی جب جمعہ کا عید ہوتا "عرفہ کا عید ہوتا" آیت کا عید ہوتا "یرالعام و عطا کے دن کا عید ہوتا اور ہر خوشی کے دن کا عید ہوتا واضح ہو گیا تو اب ان سب سے بڑھ کر عید میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے میں کیا شہدہ کیا؟ جو سب کی اصل اور سب مخلوق سے افضل ہے مگر:

۱۔ آگے والا تیرے جلوں کا نظارہ دیکھے

دیدہ کد کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ ﴿قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لَهَا يَا اُنْتِ عَلِيْنَا مَاتَدُوْنَ مِنَ السَّمَاءِ لَنَكُوْنَنَّ اَعْبَادًا لَا دُوْلَا وَلَا نَحْمَدُكَ﴾ "عیسیٰ بن مریم نے عرش کی کہ اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خزان اتار کہ وہ دن ہمارے لیے عید ہو جائے انگوں اور بچوں کی۔" "یہاں اللہ! جب مائکہ اور من و سول کی جس نعمت کا دن عید کا دن قرار پایا تو سب سے بڑی نعمت یوم میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے میں کیا شک رہا؟ امام احمد بن محمد قسطلانی علامہ محمد بن عبدالحق زرقانی اور شیخ محقق علامہ مہدی علی محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہم نے یہ دعائیہ بیان نقل فرمایا ﴿فصرحہم اللہ امراء اتخلت لہابی مشہور مولدہ المبارک اعباداً﴾ "ترجمہ" اللہ اس



مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہی بطور "عید" مقرر ہیں اور ہمارے لیے تیسری عید منانا بدعت و منوع ہے۔ بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو خاص اس دن بطور یادگار عید منانا شکر نعمت اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں جلیل القدر محدث طاعی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ "ہر خوشی کے دن کے لیے لفظ عید استعمال ہوتا ہے۔"



مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہی بطور "عید" مقرر ہیں اور ہمارے لیے تیسری عید منانا بدعت و منوع ہے۔ بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو خاص اس دن بطور یادگار عید منانا شکر نعمت اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں جلیل القدر محدث طاعی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ "ہر خوشی کے دن کے لیے لفظ عید استعمال ہوتا ہے۔"



مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہی بطور "عید" مقرر ہیں اور ہمارے لیے تیسری عید منانا بدعت و منوع ہے۔ بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو خاص اس دن بطور یادگار عید منانا شکر نعمت اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں جلیل القدر محدث طاعی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ "ہر خوشی کے دن کے لیے لفظ عید استعمال ہوتا ہے۔"





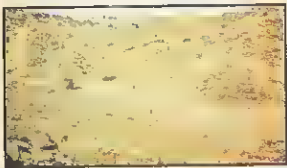
جنت الحقل میں حضرت عبدالملک بن عبدالعزیز کا مقبرہ انہدام سے قبل۔



1896ء میں لالہ الہی سیاحی نے اس عمارت کو دیکھا اور اسے "The Great Mosque" کے نام سے یاد کیا۔ یہ عمارت اب "The Great Mosque" کے نام سے مشہور ہے۔



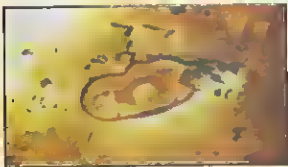
لالہ الہی سیاحی نے اس عمارت کو دیکھا اور اسے "The Great Mosque" کے نام سے یاد کیا۔ یہ عمارت اب "The Great Mosque" کے نام سے مشہور ہے۔



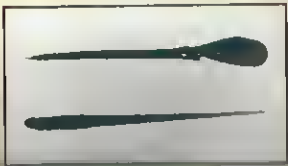
دوسرے دن ۱۵ سال کی عمر میں لالہ الہی سیاحی نے یہ عمارت دیکھی۔



سید علی سیاحی نے اس عمارت کو دیکھا اور اسے "The Great Mosque" کے نام سے یاد کیا۔ یہ عمارت اب "The Great Mosque" کے نام سے مشہور ہے۔



دوسرے دن ۱۵ سال کی عمر میں لالہ الہی سیاحی نے یہ عمارت دیکھی۔



مجلس پر ہم فرمائے جو اپنے پیارے نبی ﷺ کے ایسا دل کی راتوں کو عیدوں کی طرح منائے۔" ۱۲

دیکھیے! ایسے طبل القدر محمد بن نے نہ صرف ایک دن بلکہ ہر میلاد ربیع الاول کی سب راتوں کو عید قرار دیا ہے اور عید میلاد النبی ﷺ منانے والوں کے لیے دعائے رحمت بھی فرمائی ہے۔ جس دن کی برکت سے ربیع الاول کی راتیں بھی عیدیں قرار پائیں گی ۱۲ ربیع الاول کا وہ خاص دن کیونکر عید قرار نہ پائے گا؟ بلکہ امام واوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "نیکو کردہ میں آپ کی ولادت کی چھ مسجد حرام کے بعد سب سے افضل ہے اور اہل مکہ عیدین سے بڑھ کر وہاں محافل کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس مبارک مسجد محفل میلاد میں حاضری اور شاہدہ انوار کا ذکر فرمایا۔" ۱۳

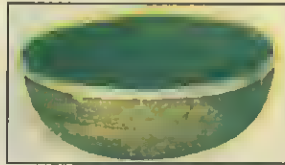
امام ابن حجر رحمہ اللہ نے امام شرف الدین رازی (صاحب تفسیر کبیر) سے نقل فرمایا ہے کہ "جس مجلس نے میلاد شریف کا انعقاد کیا اگرچہ عدم محبت کے باعث صرف تنگ یا گندم یا کسی ہی کسی چیز سے زیادہ تمکک کا اہتمام نہ کرے گا۔ برکت نبوی سے ایسا شخص دنیا جہنم ہوگا" ناس کا ہاتھ خالی رہے گا۔" ۱۴

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حق نے امام سیوطی کا مسابک امام ابن حجر عسقلانی "امام ابن حجر عسقلانی" امام سیوطی علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہم سے میلاد شریف کی اہمیت نقل فرمائی اور لکھا ہے کہ "میلاد شریف کا انعقاد آپ کی تعظیم کے لیے ہے اور اہل اسلام ہر جگہ ہمیشہ میلاد شریف کا اہتمام کرتے ہیں۔" ۱۵

12 ربیع الاول پر اجتماع امت:

نبی کریم ﷺ کا فرمان عایشان ہے کہ "بے شک اللہ جاہک و خانی میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔" ۱۸ امام عسقلانی "علامہ زرقاتی" علامہ محمد بن عابد بن شامی کے کتبہ علامہ سعد بن عبد اللہ دشتی "علامہ یوسف صہبانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے تصریح فرمائی ہے کہ "امام ابو حنیفہ رحمہ بن اسحاق و دیگر علماء کی تحقیق ہے کہ یوم میلاد النبی ﷺ 12 ربیع الاول ہے۔" علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ "نبی جہود سے مشہور ہے" اور علامہ ابن جریر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ "سلف و خلف کا تمام شہروں میں 12 ربیع الاول کے کل پر اتفاق ہے۔ بالخصوص اہل مکہ کسی موقع پر جانے اور اس کی زیارت کرتے ہیں۔" ۱۹

﴿حوالہ جات﴾

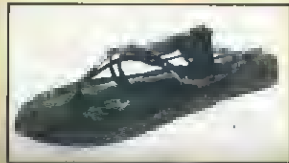


وہ طبل میلاد میں حضرت محمد بن رسول اللہ ﷺ کے لیے ڈھنکے بجاتے۔



۱۸- ۱۹۰۰ء ۱۴۰۰ سال قبل مسیح کے دور کا وہ طبل جو ان کی نبی ﷺ کے پاس گزرا ہوا تھا۔

۱۹- ۱۹۰۰ سال قبل مسیح کے دور کا وہ طبل جو ان کی نبی ﷺ کے پاس گزرا ہوا تھا۔



- ۱۔ سورۃ النبیؑ آیت ۱۱: ج سورۃ ابراہیمؑ آیت ۲۸
۲۔ بخاری شریفؒ ج ۲۰ ص ۶۰: ج سورۃ یونسؑ آیت ۵۸
۳۔ سورۃ الانبیاءؑ آیت ۱۰۶: ج مسلم شریفؒ حدیث ۶۷۴۴
۴۔ ذرقانی شرح مواہبؒ ج ۱ ص ۱۳۳-۱۳۵: ج مدارج النبوتؒ ج ۲ ص ۱۳
۵۔ مشکوٰۃ شریفؒ ص ۱۳۰: ج سورۃ المائدہؑ آیت ۳
۶۔ مشکوٰۃ شریفؒ ص ۱۲۱: ج سورۃ المائدہؑ آیت ۱۱۳
۷۔ ذرقانی شرح مواہبؒ ج ۲ ص ۱۳۹: ج العالیات من السنۃؒ ص ۶۰
۸۔ جواهر البحارؒ ج ۱ ص ۱۵۳: ج البیوض الرحمنؒ ص ۲۵
۹۔ النعمۃ الکبریٰؒ ص ۹: ج تفسیر روح البیانؒ ج ۹ ص ۵۶
۱۰۔ مشکوٰۃ شریفؒ ص ۳۰: ج لعلۃ الکبریٰؒ ص ۹
۱۱۔ ذرقانی شرح مواہبؒ ج ۱ ص ۱۳۳: ج جواهر البحارؒ ج ۲ ص ۱۳۵: ج العالیات من السنۃؒ ص ۵۷
۱۲۔ مدارج النبوتؒ ص ۱۳



نبی کریم ﷺ کے شہزادی

• حضرت قاسمؑ • حضرت عبداللہ (حبیب، طاہر)ؑ • حضرت ابراہیمؑ

نبی کریم ﷺ کی شہزادیاں

- حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا • حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
• حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا • حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا



یوم میلا و شریف منانے یا میلا و شریف کرنے کے بہت فائدے ہیں اہل عبت و عقیدت ان کا شائقین کر سکتے۔
علامہ اسماعیل حقؒ فرماتے ہیں کہ محمد و رسول اللہ ﷺ کے تحت فرماتے ہیں جو من تعظیمہ عمل المولد اذا لم یسکن فیہ منکر قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظہار الشکر لمولودہ علیہ السلام قد استخرج لہ العاطل السیوطی وود علی النکاحا فی قوله ان عمل المولد بدعۃ مہمومہ کہ لہ ترجمہ:
”میلا و شریف کرنا بھی حضور ﷺ کی ایک تعظیم ہے جب وہ عہدات سے غائب ہو۔ امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ حافظ ابن جریر اور حافظ سیوطی نے میلا و کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو میلا و شریف کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔“
عہدات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ میلا و شریف کرنا یا مانا اصل میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم اور اظہار محبت ہے اور تعظیم کرنا قرآن پاک سے ثابت ہے جو توسع و زود و توفیر و جہزہ۔ آپ کی تعظیم کو اور قیر کر دے۔
دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ میلا و شریف جیسے تعظیم والے کار خیر میں کوئی کمزوری اور نا پسندیدہ کام نہ کیا جائے۔
تیسری بات یہ کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کو نعمت سمجھ کر میلا و شریف ماننا اظہار محبت ہے۔ چوتھی بات یہ طاہر ہوئی کہ میلا و شریف کرنا بے اصل یا بدعت نہیں ہے بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے۔ اس سنت کو امام جلال الدین سیوطی نے معلوم کیا اور نکالا ہے۔ پانچویں بات یہ سامنے آئی کہ میلا و شریف کو بہن لوگوں نے بدعت سیئہ کہا ہے۔ لہذا یہ کیونکہ سنت بدعت نہیں ہو سکتی ہے۔

مصر کے عظیم محدث شیخ تھقف شامہ مدنی محدث و ابویؒ فرماتے ہیں: قال ابن الجوزی لہذا کان هذا ابوہ ب الکافر الذی نزل القرآن علیہ جوزی فی النار لفرحہ لیلۃ مولد النبی ﷺ لہما حال المسلم من بعدہ بسرہ بعد لہ و یصل ما یصل الیہ لفرحہ فی محبتہ ﷺ لہما کان جزاۃ

من اللہ الکرم ان بدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم ولا یزال اهل الاسلام یحصلون بشہر مولدہ ﷺ ویعملون الولائم ویصنعون فی لیلایہ بالوانع الصلوات ویطرون السور ویزیدون فی الہرات وبعثون بغفرانہ مولدہ الکرم ینظر علیہم من مکثہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ اللہ امان فی ذلک العام ویشری عاجل بنیل النبیۃ والمروم فرحم اللہ امرأۃ التخللیاتی شہر مولدہ المبارک اعیاداً لیکون الحد غلبۃ علی من فی قلبہ من مرض وعناد کما ترجمہ: "ان جزی نے کہا ہے کہ ابولہب جس کی ہمت پر قرآن اترتا ہے نبی ﷺ کی ولادت پر خوشی کرنے کے سبب سے جہنم میں بدل دیا گیا تو آپ کی امت سے اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ کی پیدائش پر خوشی کرتا ہے اور جہاں تک اس کی طاقت پہنچتی ہے اسے نبی کریم ﷺ کی محبت میں خرچ کرتا ہے۔ ایسے شخص کا بدلہ اللہ کریم کی طرف سے یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے (اہل محبت) شخص کو اپنے فضل عام سے بکثرت قسم میں داخل فرمائے گا اور ہمیشہ سے اہل اسلام نبی ﷺ کی ولادت کے سینے میں محفل منعقد کرتے ہیں راتوں کو صدقہ خیرات کرتے ہیں انہما دست اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور آپ کی ولادت مبارک کے واقعات پڑھتے ہیں اور ان پر اس وجہ سے فضل ظاہر ہوتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ محفل میلاد کی برکت سے سارا سال امن رہتا ہے اور مطلوب حاصل ہونے کی جلد بشارت ملتی ہے۔ پس خدا فضل کرے اس شخص پر جس نے ماہ ربیع الاول کی ہر شب کو عید بنادیا تاکہ عظمت نبوی کے منکر اور تنقیص رسالت کے شیدا نہیں رہے خوشی مزید گراں گزیرے اور ان کا اندر دلی حنا مزید بڑھے۔"

اس لمبی عبارت سے سوائے چند فوائد حاصل ہوئے۔ ● پہلا تو یہ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک کی خوشی اگر فارسی منائے تو ان کو بھی کسی حد تک فائدہ پہنچتا ہے۔ خاص کہ عذاب نار کے بارے فائدہ پہنچتا ہے مثلاً ابولہب جیسے بدترین کافر کو فائدہ ملا۔ ● دوسرا یہ کہ مسلمان اگر میلاد شریف منائے تو اس کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہوگا۔ تیسرا یہ کہ خصوصیت وقت پر میلاد شریف منانا بھی جائز ہے لیلۃ مولدہ سے معلوم ہوا۔ ● چوتھا یہ کہ میلاد شریف کی خوشی آپ ﷺ کی محبت و تقسیم کی علامت ہے۔ ● پانچواں یہ کہ میلاد شریف پر خرچ کرنے کی جزا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بکثرت قسم میں داخل فرمائے۔ چھٹا یہ کہ میلاد شریف صرف ہم ہی نہیں مناتے بلکہ اہل اسلام ہمیشہ سے مناتے آ رہے ہیں۔ صرف وہابی فرقہ اس کی مخالفت کرتا ہے یا متصوب عقیدہ رکھتا ہے۔

● ساتواں یہ کہ میلاد شریف کے لئے محفل کا اہتمام کرنا اہل اسلام کا طریقہ ہے۔ ● آٹھواں یہ کہ اظہار سرور میلاد شریف کے لئے جائز ہے۔ ● نواں یہ کہ جس سال غل میلاد شریف منائی جائے گی تو پورا سال امان و ملاحی اور مقاصد تک پہنچنے میں جلدی بشارت نصیب ہوگی۔ ● دواں یہ کہ میلاد شریف کے میزب ربيع الاول کو عید بنانے سے اور منانے سے مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے علاوہ کھربین میلاد کو جانا بھی حاصل ہوگا۔

چارے نبی کریم ﷺ کی جب پیدائش ہوئی تو اس وقت ابولہب کی لوطی فیہ نے آکر ابولہب کو خیرای کر حیرہ بھائی عبداللہ کے گھر بٹا پھرایا۔ ابولہب نے خوشخبری سن کر اتنا خوش ہوا کہ انکی کا اشارہ کر کے کہنے لگا: "ٹوہہ جا آج سے تو آزاد ہے۔" سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا قرآن پاک میں پوری سورۃ فہم یدا ایسی لہب ہے اس کی ہمت پر قرآن اترتا ہے اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ ملاحظہ فرمائیں ﴿فلما مات ابو لہب فرواہ بعض الہب بنو حبیبہ قال فہ ما ذالفت ؟ قال ابو لہب لم الق بعدکم خیرا انی صلیت فی ہذہ بمانی فی لیلۃ فی ہذہ بمانی فی لیلۃ﴾ ترجمہ: "جب ابولہب مرانا اس کے گھر والوں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے اس کو خواب میں بہت بُرے حال میں توڑ دیکھا پوچھا کیا گزری؟ ابو لہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ اس شخص اس لگی سے پانی پتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیلکہ میں نے لگی کے شمار سے ٹوہہ گزار دیا تھا۔"

اس حدیث پر امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے شرح اور مناصحت ملاحظہ کریں ﴿ذکر السہیلی ان الہب اس قال لہب مات ابو لہب والقیہ فی منامی بعد حول فی شر حال فقال ما لفت بعدکم واسخا ان العذاب یخفف عسی فی کل یوم التین قال و ذالک ان النبی ﷺ ولد یوم الاثنين وکانت لیلۃ یخفف عنہ ابولہب بمولودہ فافتحا فیہ ترجمہ: "نام کیلکہ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور بہت باپے کرتے سے جدا ہونے کے بعد مجھ کو کئی راحت نہیں ملی۔ اس اہل حق بات ضرور ہے کہ ہر گز کے دن مجھ سے اب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس لیے کہ نبی ﷺ کی ولادت ہجرت کے دن ہوئی اور تو یہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنانی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔"

ابو الدرداء بن انس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی شریح جاری فرمایا ۳۲ ۹۵ میں یہی نقل فرمایا ہے۔

منہجہ بالا حدیث پر حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح و استنباط ملاحظہ ہو۔ چودہویں جاسفنا
سنت مرآۃ الخلیفہ را کہ در شب میلاد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم آواز و گفتند و بذل احوال نماید یعنی ایجاب کہ کافر ہو چوں سرور
میلاد آنحضرت و بذل شیر بادے ہو بجهت آنحضرت جزا وادہ شدتا حال مسلمان کہ مکتوبات بحجت و سرود و بذل
مال و دوسے چه باشند و بایہ کہ او بدعت ہا کہ عوام احداث کر دہ اما وقتی آلا تخرید و نکات غالی باشد صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ: اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لیے دوزخ و کیل ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت میں
خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں ایجاب کافر تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور دنیوی کے دودھ
پالنے کی ہوس سے انعام یا کیا تو اس مسلمان کا کیا حال؟ دگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں بہت سے مہربان ہو
کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے۔ لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے اور حرام
بابوں سے خالی ہو۔

صاحبِ راج و ملت کی کثرتِ جم و انتساب سے ظاہر ہوا کہ حدیث کے واقعے میں میلاد شریف کی خوشی منانے کے لئے روشِ دلیل و سند موجود ہے۔ اہلباب کا فرقہ اسے اس خوشی کے بدلہ میں اگر فائدہ فائدہ کیا تو ہم مسلمانوں کو کتنا زیادہ فائدہ پہنچے گا؟ اہلباب نے آپ ﷺ کو سبھا بھکر آپ کی پیدائش کی خوشی کی تھی۔ ہر توحید کریم ﷺ کا فائدہ موفیٰ زہول اور خاتم النبیین، شیخ البرہتین اور وقت دو عالم ﷺ بھکر خوشی مناتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ فقہاء اہلباب اور مسلمانوں میں فرق ہے۔ اسی مناسبت سے مسلمانوں کو میلاد شریف کی خوشی منانے کا زیادہ فائدہ نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں میلاد شریف منانے کے حقوق میں طلبِ نادے سے محفوظ اور اجیت نصیب فرمائے۔

(حوالہ جات)

١ روح البيان ج: ٥، ص: ٢٦١

٣٢ مائت بالسنة ص: ٢٠ / زرفالي على المواهب ص: ١٣٩

۴ بخاری شریف ج: ۴ کتاب النکاح

٥٠ فتح الهاري ج ١: ٩٠ ص ١١٨



میرلادی

ملا۔ شریف کو ہمیں مسئلہ لٹراسوں کی طرف سے اپنے حق کی کا بیادو کریم میں خیرین مقبوضہ تصور کرتے ہیں اور اسے ہم فخر کرتے ہیں اور دوا جب۔ ہم اسے سمات وین میں شایع نہیں کرتے البتہ اسلام انسان کے پیشہ وکار اور ہیں جس کو کہہ کر کیا۔ یعنی ان کے حق میں کئی ہے کہ وہ کسی خوش عقیدہ کی ذمت لگا ہے۔ کسی عمارت کا کہ ہم اس عمارت کا جزو نہیں ہو سکتے ہیں جہاں بہت دور سے خبردار کرتا ہے کہ اس میں کسی کی جھگڑا نظام حیات حرب ہوتا ہے۔

قرآن حکیم میں پروردگار عالم نے ہادیاں بے پیمانہ محبوب کے میلاؤ کا ذکر فرمایا ہے۔ سرکا آئی کہ وہ پشتر حضرت
 رضی اللہ عنہ نے بشارت دی تھی چلی تھی من بعدی اسمہ احمد، کچھ میلاؤ شریف ایک ذکر خیر ہے جس کے
 ذریعہ مسلمانوں کو ملتا رہتا روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل معلوم ہو جاتی ہیں اور عمل صالح کی تلقین کی جاتی
 ہے۔ ہر ایمانیوں کے اعتبار پر بیزکی ہدایت ایک ایسا کا ذخیرہ ہے جو عام مسلمانوں کے لئے شہد و جاہت کا ایک
 روشن مینار ہو۔

حالی اعدا و اللہ تعالیٰ ہمیں جسکی اجر و پاداش دے کہ ہر دہشت گرد میں اس مسئلہ میں ان کی کتاب ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ ایک نہ سمجھائی جا سکے والی وسادہ جگہ ہے۔ اس کے فیصلے کے دو پرچوں دی وادیوں پر بندیت جرموں کے کٹہرے میں کھڑی کر دی گئی ہے۔ حالی اعدا و اللہ تعالیٰ ہمیں جسکی سے پہلے اسلام و قیام مقرر اس وقت کا دھڑے سے متعلق سات سوالات کے سامنے تھے جس کا جواب فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ حالی صاحب فرماتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے کہ ”تقدیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے اور نہ ہیہ برکات کچھ محفل مولود و معتقد کہ اسے ادو کھرے ہے کہ اسلام پر مبنی میں کیف ولذت محسوس کرتا ہے۔“

ہیرومرشد کے اس فیصلے کے بعد پوچھ بندوبست کی توان گدزی سے کھینچ لی گئی ہے۔ اب اس کے خلاف ان کی جس قدر بھی کواں ہے، ”کھانی کی کہاں ہوئے“ کی آئینہ داو ہے۔ حاقی صاحب کے اس فیصلے میں سلام و قیام کے تعلق کیس کی روشنی آگئی۔ ”مغل مراد“ میں نعل سلام کے منہ کے قائل دے دئے بلکہ کھڑے اور کلام دے جتے تھے۔

میلاد شریف میں سلام و قیام صاحب کا اہل عمل ہے جو ظف و نا ظف کی سوتی بن گیا ہے۔

علاوہ ازیں آہستہ و روشنی سے، بدھ و غیرہ کو درود و سلام پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ایمان والوں کی قیدگی ہے۔ اس قید سے واضح کر دیا کہ جو مومن ہو گا وہ بغیر کسی عمل و قال کے صلوات پڑھے گا چونکہ غیر مومن خود ہی جانتا ہے کہ مجھے عقم ہی نہیں دیا گیا اس لئے اس کے صلوات و سلام پڑھنے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ اس کے انکار نے خود اس کی پوزیشن واضح کر دی کہ وہ اس حکم کا طالب ہی نہیں ہے۔ رہ گیا قیام چونکہ جہلم و لہجہ کے ساتھ جہلمیہ کے اس کا مفول مطلق بطور تاکید لایا گیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ صرف سلام ہی دینا ہو بلکہ اسلام جو ان کی شان کے لائق ہو۔ لہذا لینے کفر ہے ہونے میں قیام ایک ایسا کیفیت ہے جس میں احترام و عظمت کا مکمل اظہار ہے۔

قرآن مجید کے اس مفہوم کی رعایت کرتے ہوئے اہل سنت و جماعت نے وہ قیام جو مباح تھا اسے مستحب و مقسن قرار دیا تا کہ جہلمیہ لہجہ کی قیام پر عمل درآمد ہو جائے جو اظہار رحمت کا ایک ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں قرآن میں جہاں سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں لینے، پیٹنے کھڑے ہونے کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس کا ظاہر اور واضح مفہوم یہی ہے کہ سلام پڑھنے والے کو اختیار ہے وہ جس طرح چاہے پڑھے۔ قرآن کے اس دیکے ہونے اختیار پر اب پہرہ بٹھانے والا کون ہے کہ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا چاہے؟

اصول فقہ کا یہ دستور ہمارے شریف کو بھی مسلم ہے کہ "اصل اشاء میں اباحت ہے" جس کی علت و حرمت، جواز و عدم جواز سے متعلق شریعت کی فرمان خاموش ہے وہ اپنے اصل میں مباح ہے۔ قیام جیسی مباح شے کو روکنا گویا شرعی امور میں اپنی قابضہ تمکیدیاری کو رواج دینا ہے۔ فقہاء کرام نے اس کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ اگر مباح جس چیزوں کے احسن پیدا ہو جائیں تو اس کی حیثیت مباح کی نہیں رہ جاتی بلکہ وہ جب کی حدوں کو چھو بیٹھتا ہے۔ گویا اس کی حیثیت اگر وہ جب کی نہیں تو کمالو واجب "واجب جہنم" کی ہو جاتی ہے۔ قیام کو روک دینے کے لئے علماء و بدوینہ کی جو حیلہ تراشیاں ہیں الزام و اتہام ان کی تمام گتہ گتوں سے الگ سنت کا دامن بالکل سے غبار ہے۔ اپنے اعمال و افعال کی تشریح و وضاحت کے ذمہ دار ہم ہیں نہ کہ انجناب۔ ہمارے عمائد و اساتین کی کتابوں میں اگر کتاب و سنت کے خلاف کچھ آپ کو مل گیا ہو وہ العیاذ باللہ من ذالک ہے تو اسے قوم کی عدالت میں پیش کیجئے لیکن اپنے تصورات کی بنیاد پر ہمارا اٹھانے کی کوشش نہ کیجئے۔

قرآن نے ہمیں سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے نہ جو مذہبی ہم پر چھوڑ دی ہے لہذا اگر قرآن کی کوئی ایسا آیت آپ کو ملتی ہو جس میں قیام کی مناسبت ہو وہ چھالو ہر حال تکمیل ان کتبہ صدیقین کے ترجمہ "اگر تم دعوے میں سے ہو

تو اس کی دلیل پیش کرو۔

عجب کچھ بھیر میں ہے سینے والا جب و اماں کا

جو یہ ٹانگا تو وہ اُٹھرا اُٹھرا جو وہ اُٹھرا تو یہ ٹانگا

اسی طرح عرس و قاج سے متعلق بھی حلقہ امداد اللہ صاحب نے مسک اہل سنت ہی کی تاکید و حمایت فرمائی ہے۔ ہر چہ اگر عرس و قاج اور میلاد و سلام فروری فروری مسائل میں اہل سنت کا علاوہ بے بند سے اختلاف ہے لیکن یہ کلیدی و بنیادی اختلافات نہیں ہیں۔ علماء اہل سنت کی متعدد دستاویز متبرک کتابوں میں قرآن و سنت اور اقوال ائمہ سے ان مسائل کو بہرین اور حل کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ بے بند سے ہمارا بنیادی اختلاف میلاد و سلام کا نہیں ہے بلکہ علاوہ بے بند تو ہیں نبوت کے مجرم ہیں لہذا مفرغیت سے ان سے مطالبہ نہیں ہے کہ وہ عرس و قاج کے کامل ہو جائیں بلکہ آگے دے دو جہاں روٹی نما ﷺ کے خلاف جو ہر افشانی کی ہے اس سے رجوع کر کے لیں۔ لاہلا ہم کے تحت جب وہ ان منزلوں سے گزر جائیں گے تو میلاد و سلام کے لئے خود ہی دل میں جگہ بن جائے گی۔ پہلے تو نبی نبوت سے دل کا رنگ دور کر دیا جائے پھر عشق کا ہاتھ کے پیرہ کر خود ہی عمل کر دے گا۔



محفل میلاد ﷺ اور علامہ محمد اقبال

مجھے ایسی محفل میلاد میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں قیام ہوا ہو بہت سے لوگ اس قسم کی محفلوں میں قیام بھی نہیں کرتے مگر جو کرتے ہیں وہ نہ بغیر بلکہ اچھا کرتے ہیں۔ سر سید احمد خاں کی مجلس میلاد شریف میں حاضری کے ایک جتنی شاہد کا بیان ہے کہ کالج کے طالب علم سالانہ محفل میلاد منعقد کرتے تھے اس میں سر سید آکر بیٹھتے تھے اور آخر تک بیٹھ رہتے تھے سلام کے موقع پر سب ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے اور سب کے ساتھ بلند آواز سے سلام پڑھتے تھے۔

علامہ اقبال اور علامہ اقبال اسی دور میں ۱۹۰۵ء



مولد نبوی شریف کے ذکر کی اورانی محفل ایک ایسا موضوع ہے جو بحث کا بہت وسیع محفل ہے اور کمال ورد کا بہت بڑا میدان ہے جو ہر سال مستقل اور تجدید ہے۔ ماہ ربیع الاول کا کمال مسودہ نظر آئے ہی بعض ممبروں سے حرارت و غضب سے مگر پوری طرح دیکھ کر سنا ہی دینے لگی ہے اور کہی جاتا کہ دراصل مشتعل ہو جاتے ہیں اور یہ اعلان ہوتا ہے کہ میلاد ولور محفل میلاد جمع بدعت اور بہت بڑی برائی ہے۔

بعض حضرات اس مخالفت اور سخت کلام کو اس موضوع میں شامل کر لیتے ہیں جو بعض اجتماعات میں واقع ہوتے ہیں حالانکہ وہ مولد شریف کا خاصہ نہیں بلکہ اجتماع اور محفل میں عوام کی جہالت کے سبب واقع ہوتے ہیں۔ یہ (مترجمین) حضرات انہیں اس طرح متعلقہ موضوع میں شامل کر لیتے ہیں کہ ایک اور صاحب محفل کو قلعہ سداوردی محفل کے ساتھ خط ملا کر دیتے ہیں تاکہ اس پر انکار کی وجہ سے نکسے۔

قلی ازیں کہ ہم اس مسئلہ کو واضح کریں اور اس کے حکم کی حقیقت میں نظر کریں ضروری ہے کہ ہم دائرہ معصنین سے دریافت کر لیں کہ یہ محافل اور ان کی حقیقت کیا ہے؟ کیونکہ شے کا حکم شے کے تصور کی فرع ہے۔

جواب دی ہے وہ اقتدار و مشاہدہ جس کا گواہ ہے۔ وہ یہ کہ بعد از سانی قرأت قرآن کریم کے سنا پر ہزار ہا ان علامات کی قرأت جو بوقت ولادت با سعادت وقوع پزیر ہوئیں، آپ ﷺ کی قدر و شان کی تقسیم کے لیے تشکیل کیے گئے قرأت، مولد شریف پر مبارک باد اور خوشی و مسرت کا اظہار، پھر دعا کا کہنا جو لوگوں کو دعا و دعا و دعا کی تعلیم دے اور انہیں دیکھ کر خیر و بھلائی کے امور کی نصیحت کرے، یا اس کا بیان علمی اور تبلیغ بخش درس پڑھائی ہو یا مفید اسلامی شہرت کے اصولوں پر، یا نہایت عمدہ و قصیدہ شریعہ جو اسلام اور نبی اسلام اور کان دین کی مدح میں ہو، پھر لوگوں کو کھانا پکنا کرنا ہو کہ وہ کھائیں اور چلے جائیں۔ حالانکہ یہ شرط نہیں بلکہ کھانا کھانے میں محض آئے والوں کا آکر اکر احرام ہے جو کہ اسلام کی بہترین خصلت اور ایمان کا اعلیٰ شعبہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔

اللہ کی قسم دے کر ہم پوچھتے ہیں کہ ان میں کیا کمی برائی ہے؟ اس میں کون سی گمراہی ہے؟ ہاں، جو منکرات اور

مخالفت اس عمل میں داخل ہو جائیں، وہ مولد شریف سے خاص نہیں بلکہ ہر دینی اور روحانی اجتماع میں جہلاء و جاوید واقع ہوتی ہیں۔ مثلاً حج، عمرہ، طواف، سعی، عمرات، اور دینی جماعت کے وقت اجتماعات میں جو ایسے امور و دوا ہوئے ہیں جو کثرت جہوم اور وقت و جگہ کی کمی کا تقاضا نہیں۔ جس جو مخالفت تمام کی جہالت کے سبب سے واقع ہوں چاہے قصداً ہوں یا بغیر قصد کے تو وہ بھی صورت باطل اور مردود نہیں جس کا انکار ضروری ہے، اور یہ اسر بالعرف اور نبی من لکنہ میں داخل ہے اس حیثیت سے کہ اس کا مولد سے کوئی تعلق نہیں۔

لہذا یہ ایک موضوع ہے اور دو الگ۔ اب ہمارا کام محفل میلاد کے بارے میں ہے۔ محفل اس حیثیت سے کہ وہ سیرت نبویہ پر اختلاف اور امتحان ہے۔ ہر حالت کا اپنا اعتبار ہے اور ہر گناہ کا اپنا بھی اسی قدر ہی ہونا چاہیے جو غلط یا مجتہد اور قضا یا حاکم کو غلط ملکہ کرنے یا عوام پر مسئلہ کو مشہور کرنے سے پاک ہو۔

اب اس حق مقدمہ کے بعد تیار کیا گیا کہ جو کہ مولد نبوی کی محفل میلاد و اجتماع کا انکار کرے یا مولد اور سیرت نبویہ کے اجتماع کا انکار کرے، چاہے ربیع الاول میں ہو یا غیر میں، تو جو بھی یہ انکار اس دعویٰ سے کرے کہ اسلاف نے اسے نہیں کیا تو لا محالہ وہ صحرا کے جہالت کا جاسوس ہے۔ سلف صالحین کا یہ ذکر و دلیل نہیں بلکہ یہ عوام دیکھ کر اور یہ آنکھوں میں دھول ڈالنے کے مترادف ہے۔ ہاں اس کے منور یا مسکین پر دلیل جب قائم ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ سن اس سے منع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو جس میں اس سے منع فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام حافظہ اصغر ابو الفضل بنان حجر سے محفل میلاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ دراصل عمل مولد بدعت ہے۔ یہ قرآن و حدیث کے سلف صالحین میں سے کسی سے بھی منقول نہیں لیکن اس کے باوجود وہ عوام اور قریب پر مشتمل ہے۔ جو اس عمل میں کانٹا کرے کو کوشش کرے اور قریب سے اعتبار کرے تو یہ بدعت مست ہے۔ پھر حافظہ فرماتے ہیں کہ اس عمل کی عزت و کرامت ایک اصل میں سے سامنے آتی ہے جو صحیحین میں ثابت ہے۔ وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ شریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عوام کا شرک کا دعوت دے رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو قتل کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس سے یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ جس صحیحین میں اللہ تعالیٰ کی نصیحت و ممانعت ہے اس کا روزہ رکھنا تو اللہ تعالیٰ کا کمال شکر ادا کیا جائے۔ لیکن مثال ہر سال ملت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شرعاً طریق کی ممانعت ہے۔ یہ کہ شہادہ و حدیث اور احادیث وغیرہ اس دن نبی کریم ﷺ کے مقبرہ کی نصیحت سے لاکر لیا جائے۔ وہ عمل اس سے ضروری ہے کہ اس دن خوب کوشش کی جائے حتیٰ کہ ہم

محفل میلاد شریف کے فوانک اور چند اعتراضات کے جوابات

مغل کا بھی تقاضا ہے کہ میلاد شریف بہت مفید محفل ہے۔ مثلاً مسلمانوں
لغائے سن کہ حضور ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔ شیخ صدائے نبوت دہلی اور دیگر
حضور ﷺ کی محبت بڑھانے کے لیے زیادتی درد و شریف اور حضور ﷺ سے اس
ہے۔ پڑھنے لکھنے لوگ تو کتابوں میں حالات دیکھ سکتے ہیں مگر ناخواند لوگ نہیں جانتے
موقوف مل جاتا ہے۔ یہ مجلس پاک غیر مسلموں میں تبلیغ احکام کا ذریعہ ہے، اگر
حضور ﷺ کے حالات طبعی، سیاسی، اسلامی کی خوبیاں دیکھیں اور خدا تعالیٰ سے دعا
ذریعہ سے مسلمانوں کو مسائل دینیہ جاننے کا موقع ملتا ہے۔ بعض دینیات کے لوگ
سے بلا توجہ نہیں ہوتے۔ ہاں محفل میلاد شریف کا نام تو خود غور سے شوق سے سنو وہا
مسائل دینیہ بتاؤ ان کو ہدایت کر محفل میلاد میں ان امور پر عمل کرنے اور اگر اسے نا
شریف میں ایسی باتیں بنا کر پڑھی جائیں جن میں مسائل دینیہ ہوں اور مسلمانوں کو
مقابلہ نثر کے علم دل میں زیادہ اثر کرتی ہے اور جلد یاد ہوتی ہے۔ اس مجلس
حضور ﷺ کا نسب شریف، اولاد، پاک، ازواج مطہرات اور اولاد کا
جائیں گے۔ آج مرزا کی رافضی و غیر مسلم کہنے لگے اسباب کی پوری پوری معلوم
بھی بارہ اماموں کے نام اور خلفائے راشدین کے اسامہ جبرائیل کے نام یاد ہوں
بڑے سے بھی اس سے غافل ہیں۔ میں نے بہت سے یازموں کو پوچھا کہ حضور
کہتے ہیں؟ بے خبر بالہ۔ اگر ان علماء میں ان کا چہ چار ہے تو بہت ملتے ہوگا کی
ہوئی کو بتانے کی کوشش

عاشور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے مطابقت ہو جائے اور جس کا لحاظ نہ کرے تو اسے سینے کے کسی دن بھی
عمل مولد سے واسطہ نہیں، بلکہ لوگ انتظار کرتے ہیں اور انہوں نے سال کے ایک دن میں اس عمل کو متعین کیا ہے
اور اس میں حسب استطاعت عمل خیر کرتے ہیں تو یہ بحث اس عمل کی اصل سے متعلق ہے۔
حافظ ابن حجر کا یہ کہنا کہ "عمل مولد دراصل بدعت ہے۔" اس کا معنی بدعت لغوی ہے یعنی نیا امر اور یہ قواعد
شرعیہ سے خارج نہیں۔ اس پر واضح دلیل ان کا یہ بعد والا قول ہے کہ "یہ بدعت حسبہ ہے۔" بے شک متعین نے
بدعت کو حسبہ اور سیدہ میں تقسیم کیا ہے۔

دینی بدعت شرعیہ تو اس کی تسمیہ نہیں وہ سیدہ علی ہے۔ عمل مولد کے ساتھ ایسے امور ملا دینا جو شرع شریف
کے مخالف ہوں تو اس کی ممانعت غیر کے سب ہوگی نہ کہ ذات کے سب۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر کے آخری غرضی کام
سے واضح ہے۔



نبی کریم ﷺ کے نواسے 'نواسیاں'

- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما
- حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما
- حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما
- حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
- حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نبی کریم ﷺ کے داماد

- حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

• حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ



﴿میلاد شریف پر اعتراضات و جوابات﴾

● محل میلاد بدعت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور نہ صحابہ کرام و تابعین کے زمانہ میں اور ہر بدعت حرام ہے لہذا (محقق) مولود حرام۔

☆ میلاد شریف کو بدعت کہنا نالی ہے۔ اصل میلاد سنت الہیہ، سنت نبویہ، سنت ملائکہ، سنت رسول اللہ ﷺ، سنت صحابہ کرام، سنت خلف صالحین اور عام مسلمانوں کا معمول ہے۔ ہر بدعت کیسی؟ اگر بدعت ہوگی تو ہر بدعت حرام نہیں۔ بدعت واجب بھی ہوتی ہے اور مستحب بھی جائز بھی ہوتی ہے اور مکروہ و حرام بھی۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ یہ محض بدعت حسنہ ہے۔ حضور ﷺ کا ذکر کرنا حرام ہو سکتا ہے۔

● اس مجلس میں بہت سی حرام باتیں ہوتی ہیں مثلاً قرآن مردوں کو کا اختلا، واڑھی منڈوں کا نعت خوانی کرنا، تلوار دلیات پر دھنا، گویا کہ یہ مجلس حرام باتوں کا مجموعہ ہے لہذا حرام ہے۔

☆ میلاد کی حرام چیزیں ہر مجلس میلاد میں نہیں ہوتیں بلکہ کچھ نہیں ہوتیں۔ جو مجلس پردوں میں طبعاً منع ہیں اور مرد طہور۔ پڑھنے والے یا پند شریعت ہوتے ہیں۔ وہ ایات بھی گنگ بھی کم سے کہ تو یہ دیکھا ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے با وضو بیٹھے ہیں۔ سب بدو و شریف پڑھتے رہتے ہیں اور وقت طاری ہوتی ہے۔ بسا اوقات آسوجاری ہوتے ہیں اور عجیب ﷺ کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

اگر کسی جگہ یہ باتیں ہوتی ہیں تو یہ باتیں حرام ہوں گی۔ اصل میلاد شریف بھی ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ کیوں حرام ہوگا؟ حرام حج کے شامل ہو جانے سے کوئی سطح یا جائز کام حرام نہیں ہوتا یا اگر مذہب سے پہلے دینی مدرسے حرام ہونے چاہیے کیونکہ وہاں مرد بے ریش جانوں کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کا آپس میں اختلا و کمی ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی اس کے نئے نتیجے بھی برآمد ہوتے ہیں۔ بعض علماء جگہ بعض مدرسین واڑھی منڈے بھی ہوتے ہیں تو کیا ان کی وجہ سے ہر جگہ جائز نہیں ہے؟ ان میں کھانا، خمرات، گورو کے کی نوش کی جاتی ہے۔ تاؤ گراواڑھی منڈا قرآن پڑھنے تو کیا ہے؟ اس کا قرآن پڑھنا بدعت کو کہہ کر نہیں تو اگر واڑھی منڈا میلاد شریف پڑھنے کیوں بند کرتے ہو؟

● محفل میلاد کی وجہ سے رات کو بیدار رہنا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہوتی ہے اور جس محل سے فرض چھوٹے وہ تمام ایذا میلاد حرام ہے۔

☆ اولاً تو میلاد شریف بہت رات گزشتہ ہوتا بلکہ دن میں بھی ہوتا ہے۔ جہاں رات کو وہاں بہت دیر تک نہیں ہوتا۔ دس گیارہ بجے تک قلم ہو جاتا ہے اور اتنی دیر تک لوگ عموماً اپنے بھی جاتے ہی ہیں اگر دیر تک بھی جاتے تو نماز جماعت کے پابند لوگ صبح کو نماز کے وقت جاگ جاتے ہیں۔ لہذا یہ اعتراض محض ذکر رسول ﷺ کو روکنے کا بیان ہے۔ اگر کبھی میلاد شریف دس قلم ہوا اور اس کی وجہ سے کسی کی نماز کے وقت آگے نہ کھلی تو اس سے میلاد شریف کیوں حرام ہو گیا؟ دینی مدارس کے سالانہ جلسے دیگر دینی قومی جلسے رات کو دیر تک ہوتے ہیں اور بعض جگہ تکہ جلیں بھی آفرمات میں ہوتی ہے۔ رات کی ریل سے سڑک کا ہونا ہے تو بہت رات تک جا سکتا ہوتا ہے۔ گو کہ یہ جلسے نکاح یہ ریل کا سڑحرام ہے یا حلال؟ جب یہ تمام چیزیں حلال ہیں تو محفل میلاد پاک کیوں حرام ہوگی؟

● نعت خوانی حرام ہے کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا گانا ہے اور گانے کی احادیث میں مذکور آئی ہے۔ اسی طرح قلم شیری بھی اسراف ہے۔

☆ نعت کہنا اور نعت پڑھنا بہترین عبادت ہے۔ سارا قرآن حضور ﷺ کی نعت ہے۔ گزشتہ اخیلائے کرام نے حضور ﷺ کی نعت خوانی کی مویا پر کمال اور سارے مسلمان نعت شریف کو مستحب جانتے رہے۔ خود حضور ﷺ نے اپنی نعت یا کسی نعت اور نعت خوانوں کو کو دعائیں دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اشعار اور کفار کی خدمت معلوم کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں لاتے تھے تو حضور ﷺ ان کے لیے مسجد میں منبر چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے تو حضور ﷺ دعائیں دیتے تھے کہ اللہم السلام اللہم بروح القدس، اللہم اللہ حسان کی روح القدس سے لادو کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نعت کوئی اور نعت خوان لکھی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو مجلس مصطفیٰ ﷺ میں منبر دیا گیا۔ شریعتی شرح قصیدہ بردو شریف میں ہے کہ صاحب قصیدہ بردو کو فاج ہو گیا اور کوئی طالع مفید نہ ہوتا تھا۔ آخر کا قصیدہ بردو شریف لکھا اور رات کو خواب میں حضور ﷺ کی خدمت میں کھڑے ہو کر طالع شفا بھی پائی اور اندام میں چار مہار بھی ملی۔ نعت شریف سے دین و دنیا کی نعمتیں ملتی ہیں۔ مولانا جامی امام ابو حنیفہ حضرت خٹم پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ سارے اولیاء و انبیاء نے اس کا حق اور پڑھی ہیں۔

تقسیم شیری بہت اچھا کام ہے۔ غشی کے موقع پر کھانا کھانا اور شفا کی تقسیم کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ حقیقہ کو یہ خبر میں کھانے کی عادت ادا ہوں ہے؟ اس لیے کہ یہ غشی کا موقع ہے۔ خاص نکاح کے وقت غرے

فیہ ولدت وفيہ النزل علی وحی کے ترجمہ "حضور ﷺ" سے درشب کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس دن ہم بیدار ہوئے اور اس دن ہم بڑی کمالیہ ادا ہوئی۔"

ثابت ہوا کہ درشب (بچہ) کا روزہ اس لیے سنت ہے کہ یہ حضور ﷺ کی ولادت کا ہے۔ اس سے تین بائیس معلوم ہوئیں۔ یادگار زمانا سنت ہے • اس کے لیے دن مقرر کرنا سنت ہے • حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت ہے۔ عبادت خواہ بدنی ہو جیسے روزہ اور فرائض یا مالی جیسے صدقہ اور خیرات تقسیم شریفہ وغیرہ۔

جب حضور ﷺ مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشرہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ سبب یہ تھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ ﷺ کو ب نے فرعون سے نجات دی تھی ہم اس کے شریک ہیں یہ روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں حسن اسحق واولیٰ ہموسیٰ منکم • ہم موسیٰ ﷺ سے تم سے زیادہ قریب ہیں • فیصلصامہ و امر بصبامہ کے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشرہ کے روزہ کا حکم دیا۔ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا اب فریضت تو منسوخ ہو چکی مگر احتیاج باقی ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ عاشرہ کے روزے سے متعلق کسی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا آئندہ سال اگر زندگی رہی تو ہم روزہ رکھیں گے یعنی روزہ چھوڑا میں بلکہ باقی دنیا کی تمام مشابہت الہی کتاب سے خارج ہے۔

بچکانہ نمازوں کی رکعتیں خلف کیوں ہیں؟ فجر میں دو مغرب میں تین عصر میں چار۔ یہ نمازیں گشت انبیاء کی یادگار ہیں جن کی حضرت آدم ﷺ نے دنیا میں آکر دات دیکھی تو پریشان ہوئے صبح کے وقت دو رکعت بطور شکر کیا اور یہ حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل ﷺ کا فدیہ دیا۔ بخت جلد کی جان بچی اور قربانی منظور ہوئی چنانچہ آپ نے چار رکعتیں شکر یہ ادا کیں یہ بھری ہوئی دھیرہ

معلوم ہوا کہ نماز کی رکعات بھی دیکر انبیاء علیہم السلام کی یادگار ہیں۔ حج تو اول تا آخر ہجروہ واسطیل وبراہیم علیہم السلام کی یادگار ہے۔ اب مذکور بات کی تلاش سے لورن شیطان کا قربانی سے روکنا مگر مفاہم روہ کے درمیان چلتا بھانسا یعنی میں شیطان کو ٹکرا مارنا بدستور دیکھنے کی یادگار کے طور پر سمجھو ہے۔

ماہ رمضان خصوصاً شب قدر اس لیے افضل ہے کہ اس میں قرآن کریم کا نزول ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے خوشہر ومحسن الذی النزل فیہ القرآن کہ اور فرماتا ہے فوانا انزلنہ فی لیلة القدر کہ جب قرآن کے نزول کی وجہ سے یہ مہینہ رات تا قیامت اعلیٰ ہو گئے تو صاحب قرآن ﷺ کی ولادت پاک سے تا قیامت رفیع

تعلیم کرنا یکساں کا نانا سنت ہے۔

محل ملا وحی انکم ونبی کا م ہے۔ اس سے پہلے اہل قرابت میلاد خواہوں اور مہمانوں کو کھانا کھانا بعد میں حاضرین میں تقسیم شیری کرنا ہی شامل ہے۔ اس تقسیم کی اصل قرآن وحدہ سے ملتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے "وہبنا البہا للذین امنوا اذا نجاہم الرسول فعدوہم" بین یدئ نجاہم صلی اللہ علیہ وسلم خیر لکم واطہر کے ترجمہ "اے ایمان والو! جب تم رسول سے کچھ آجوش عرض کرنا چاہو تو اس سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لیے بہتر اور بہت شرف ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شروع اسلام میں بالاداروں پر ضروری تھا کہ جب حضور ﷺ سے کوئی ضروری مشورہ کریں تو پہلے خیرات کریں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار خیرات کر کے حضور ﷺ سے دس مسکے پاتے جیسے بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ اگرچہ اس کا وجوب منسوخ ہو گیا مگر حاجات اصلیہ اور انتخاب تو باقی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عزادات اولیاء اللہ پر کچھ شیری کرنا عباد اور مرشدین و صلحاء کے پاس ہرگز نہ کے حاضر ہوا مستحب ہے۔ اسی طرح احادیث و قرآن یا دینی کتب کے شروع کرنے وقت کچھ صدقہ کرنا بہتر ہے۔ میلاد شریف بڑھنے سے پہلے کچھ خیرات کرنا کاوشاب ہے۔ مثلاً عبدالعزیز صاحب نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ یحییٰ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے سورۃ البقرہ بارہ سال کی عمر میں اس کے رموز اسرار کے ساتھ پڑھی۔ جب فاروق بولے تو ختم کے دن ایک لونف ذبح کر کے کھانا پکا کر صحابہ کرام کو کھلایا۔ اس سے اہم کار خیر سے فارغ ہو کر تقسیم شیری و طعام ثابت ہوا میلاد پاک بھی اہم کام ہے۔

یہ تقسیم اسراف نہیں ہے کسی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ چلا عیسیٰ المسوف ہے اسراف میں بھلائی نہیں آپ نے فوراً جواب دیا چلا صوف فی الخیر کہ بھلائی میں خرچ کرنا اسراف نہیں۔

• کسی کی یادگار زمانا اور دن تاریخ مقرر کرنا شرک ہے اور میلاد شریف میں یہ دونوں میں تضاد یہ بھی شرک ہے۔

☆ خوشی کی یادگار زمانا سنت اور دن تاریخ مقرر کرنا منسوخ اس کو شرک کہنا انتہاء درجہ کی جہالت دینے والی ہے۔ رب تعالیٰ نے موسیٰ ﷺ کو حکم دیا چلو ذکر ہم باہام اللہ کہ یعنی ہم سارا مل کر وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے فی اسرائیل پر نعمتیں جاری ہیں۔ معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار زمانا کے حکم ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ چاہے رسول اللہ ﷺ عن صوم یوم الاثنین فقال



ماورق الاول شریف میں دواجماع کے مسلمان اپنے آقا و مولیٰ تاجدار و دو عالم ﷺ کی ولادت، باسعادت کے موقع پر حسب استطاعت خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جلسہ جلوس، چراغان، صمدت و خمرات سب خوشی کے مظاہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کے شکر یہ کے انداز ہیں۔ یہ کچھ ذوقی لطیف بلکہ دوایمان سے عہد میں اپنے لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک ان تمام ماحول اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اگرچہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے تاہم وہ وقت بے وقت اپنے دل کا بال نکالتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف اہل ملت و جماعت کے چند خطباء اور مقررین ہیں جو تبلیغ دین کا ایک مٹن بنانے کی بجائے مٹی مٹائی باتوں یا غیر مستند کتابوں کے حوالے سے روایات بیان کرتے کہ جو غلطیوں کا سرچشمہ بن گئے ہیں اور اس بارہ لوج عام جذبات کی رودش بہہ کر نعرہ بھیراؤ نعرہ رسالت لگا کر خوش ہو جاتے ہیں۔

حال ہی میں علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے نام سے ایک کتاب "المنفعة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم" دیکھنے میں آئی ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ کے فضائل و دعاؤں کے ساتھ ساتھ میلاد شریف منانے کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ مقررین حضرات کے لیے یہ کتاب بڑی دلچسپی کی چیز ثابت ہوئی ہے اکثر خطباء اس کے حوالے سے اپنی تقریروں کو چار چاند لگا رہے ہیں۔

اس کتاب میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ارشادات سے میلاد شریف پڑھنے کے فضائل اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

① جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کے پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ② حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

③ جس شخص نے منہ راکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تقسیم کی اس نے اسلام کو زندہ کیا۔ ④ حضرت عمر

الاول اور اس کی ہار میں تاریخ و فصل کیوں نہ ہوں؟ حضرت اسما سہیل رضی اللہ عنہا کی قربانی کے دن کو روزِ عید قرار دے دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ جس دن جس تاریخ میں کسی اللہ والے پر اللہ کی رحمت آئی وہ دن وہ تاریخ تا قیامت رحمت کا دن بن جاتا ہے۔ دیکھو جو کائنات اس لیے افضل ہے کہ اس دن میں کوشتہ انبیاء علیہم السلام پر ربانی انعام ہوئے کہ آدم رضی اللہ عنہ کی پیدائش، انیس صدہ کرنا ان کا دن جاسم آنا نوح رضی اللہ عنہ کی مٹی پانگنا۔ یسٰی رضی اللہ عنہ کا چھلی کے پیٹ سے باہر آنا۔ یعقوب رضی اللہ عنہ کا اپنے فرزند سے ملنا۔ موسیٰ رضی اللہ عنہ کا فرعون سے نجات پانا محمد اکرم قیامت کا آنا یہ سب جو کہے کہ وہ ہے لہذا جہنم "میتہ الایام" ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خوشی یا عبادت کی یادگار بنانا عبادت ہے اگر کسی چیز کا مقرر کرنا شرک ہے تو دوسرے دیوبندی تاریخ امتحان مقرر و تعطل کے لیے ہار مضامین مقرر و تاریخ بندی کے لیے دورہ حدیث مقرر و مدرسین کی تحفہ مقرر، کھانے اور سونے کے لیے وقت مقرر، جماعت کے لیے گھنٹہ اور وقت مقرر، نکاح، دیہہ اور عقیدہ کے لیے تاریخیں کیوں مقرر ہیں؟ میلاد شریف کو شرک کہنے کے شرع میں اپنے گھر کو آگ نہ لگاؤ۔ یہ تاریخیں محض عبادت کے طور پر مقرر کی جاتی ہیں۔ یہ کوئی بھی نہیں سمجھتا کہ اس تاریخ کے علاوہ اور تاریخ میں محفل میلاد چارتر نہیں۔ پھر ماورق الاول میں ہر جگہ پورے ماہ میلاد شریف ہوتے رہتے ہیں۔ سوائے دیوبند کے ہر جگہ دستور ہے ہنگامہ سنگا کیا ہے کہ وہاں بھی عام باشندے میلاد شریف برابرتے ہیں۔

ان اعتراضات سے معلوم ہوا کہ انھیں کے پاس شرعاً کوئی دلیل حرمت موجود نہیں۔ انہیں یوں ہی ایک چڑ پیرا ہو گئی ہے اس لیے محض قیامات باطلہ سے محافل میلاد شریف کو کام کہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء میرے

نہ مٹا ہے نہ نئے گا کبھی چچا تیرا



آتے رہے انبیاء کمال لیس

والسلام حاکم کے خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفتر حوئل تمام

آخر میں ہوئی ہر اکملت لکم



ناروشن

③ جس شخص نے حضور انور ﷺ کے میلاد شریف کے پڑھنے پر ایک دوہم خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر میں
میں حاضر ہوا۔ ﴿حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ﴾
④ جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تقسیم کی میلاد پڑھنے کے سبب دوزخ سے ایمان کے
ساتھ ہی جانے کا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو گا۔ ﴿حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ﴾
اس کے علاوہ حضرت حسن امیری، حبیبہ بغدادی، معروف کرخی، امام ہارزی، امام شافعی، سمری، عقیلی وغیرہ رحمۃ
اللہ علیہم کے ارشادات نقل کیے گئے ہیں۔
اس کتاب کے مطالعہ کے بعد چند سوالات پیدا ہوتے ہیں، اکابر علماء اہلسنت سے درخواست ہے کہ وہ ان کا
جواب مرحمت فرمائیں:

① لغائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ "معتبر اور مستند حضرات
کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں جنت ہے۔"
شیخ اشیر، حضرت شیخ عبدالحی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: "صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول،
فضل اور تقریر کو ہی حدیث کہا جاتا ہے۔"

علامہ ابن حجر مکی دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں، لازمی امر ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا احادیث صحابہ کرام
سے نہیں سنی، البتہ وہ مستند معلوم ہوتی جاتی ہیں جس کی بنا پر احادیث روایت کی گئی ہیں خواہ وہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو
یا ان روایات کا کوئی مستند ماخذ نہ ملے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسناد دین سے ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جس کے بدل میں جو
آتا کہ جاتا۔"

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے آخر میں ایسے لوگ
ہوں گے جو تم کو ایسی حدیث بیان کریں گے جو تم نے سنی، دوس کی اور نہ تمہارے پیام نے تمہان سے ددرہا۔" یہ
سوال یہ ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بزرگان دین کے یہ ارشادات امام احمد رضا ربیعہ کی،
شیخ عبدالحی محدث دہلوی، حضرت امام ربانی محمد باقر عارفی، ملا علی قاری، علامہ بیہقی، علامہ سیبہانی، محدث اسرار، ہم

اور دیگر علماء اسلام کی ٹکابوں سے کیوں پوشیدہ رہے؟ کیا ان حضرات کی رحمت علمی کے اپنے اور بیٹے سب
فی معترف ہیں۔

③ خواندہ اقوال کی زبان اور اعجاز بیان تیار ہے کہ یہ دسویں صدی کے بعد تیار کیے گئے ہیں۔ میلاد شریف
کے پڑھنے پر دوہم خرچ کرنے کی بات خوب بدیہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دوسرے میلاد شریف
کی کوئی کتاب تھی جو پڑھی جاتی تھی اور یہی میلاد کے پڑھنے کے لیے انہیں دوہم خرچ کرنے اور فیس ادا کرنے کی
ضرورت تھی یا یہ بھی نہیں تھا کہ وہ صرف دین الاول کے مہینے میں ہی میلاد شریف مناتے تھے بلکہ ان کی ہر منزل
ہر نشست محفل میلاد ہوتی تھی جس میں حضور ﷺ کے حسن و جمال، فضل و کمال اور آپ کی تعلیمات کا ذکر ہوتا تھا
آج یہ تصور قائم ہو گیا ہے کہ مارشل الاول اور میلاد شریف میں صرف حضور ﷺ کی ولادت یا سادات کا ذکر
ہونا چاہیے بلکہ بعض اوقات تو موضوع غرض صرف میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرنا ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا
کہ ہر تقریر اپنی تقریر میں میلاد شریف کے جواز پر دلائل پیش کر کے اپنی تقریر ختم کر دیتا ہے اور جلسہ برخواست
جاتا ہے حالانکہ میلاد منانے کا مقصد یہ ہے کہ خدا رسول کی محبت مضبوط سے مضبوط تر ہو اور کتاب و سنت
مطابق عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ ہماری بعض مجلسیں مستند روایات کے حوالے سے میلاد شریف کے بیان سے
خالی ہوتی ہیں اور عمل کی قیادت ہی نہیں کی جاتی۔

④ علامہ یوسف بن اسماعیل سیبہانی قدس سرہ نے جواہر انوار کی تیسری جلد صفحہ ۳۸ تا ۳۹ تک ملاحظہ
فرمایا، جہر کی لکھی ہے اصل رسالہ "اللمعة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم" کی تلخیص لکھی
جو جو خلفاء راشدین ہجری نے تیار کی تھی۔ اصل کتاب میں ہر بات پوری سند کے ساتھ بیان کی گئی تھی مگر بعض
سندوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ یہ جہر فرماتے ہیں: "میری کتاب راضیین کی وضع اور طبع و نشر کی لوگوں
انتساب سے خالی ہے۔ جبکہ لوگوں کے انہوں میں جو میلاد منانے سے پائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر میں صرف
اور معمولی روایات موجود ہیں۔"

اس کتاب میں خلفاء راشدین اور دیگر بزرگان دین کے مذکورہ بالا اقوال کا نام و نشان تک نہیں ہے اس
نتیجہ کے لئے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی کہ کیا ایک محفل کی کتاب ہے جو علامہ ابن حجر مکی کی طرف مطلوب کر
ہے۔ علامہ سیبہانی کا یہ نامی (ص ۱۰۰) ہے کہ "ہم علامہ سیبہانی عابد بنی شامی نے اصل 'لمعة کبریٰ'
کی شرح 'القصیر المذہب' مولد ابن حجر مکی نے لکھی، ان کتابت علامہ سیبہانی نے جو احوال

جلد ۳: صفحہ ۳۳۷ سے ۳۴۷ تک نقل کیے ہیں۔ اس میں بھی خاقان راشد بن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذکورہ بالا اقوال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنی میلا دہی حضور سید عالم ﷺ کی ولادت یا سعادت کے ساتھ ساتھ آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات بھی بیان کی جائیں۔ میلا د شریف کی روایات مسترد اور مستحکم کتابوں سے لی جائیں مثلاً مواہب اللدنیہ، مسرت طیبہ، خصائص کبریٰ، ذوالانی علی المواہب، مدارج النبوة اور جوہر البحار وغیرہ۔ اگر صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر معروف کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان سے خاصا مواد جمع کیا جاسکتا ہے۔

اگر مواد کا مطالبہ ہو جس سے با آسانی استفادہ کیا جاسکے تو اس کے لیے سیرت رسول صریح الاعلام نور بخش توکلی، میلا د اپنی اعلام احمد سید کاظمی، الذکر لکھنؤ اسلام آباد، ذکر شہزادہ شہزادہ محمد علی، مہینہ مصطفیٰ ﷺ اعلام سید محمود احمد قسوی، حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف از محمد بن علوی المارکی الحنفی، مولد العروس اعلام ابن جوزی اور حسن المصنف فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

﴿حوالہ جات﴾

اللطہور الجنان، ص: ۱۳

ع. مقدمہ مشکوٰۃ شریف

ع. مسلم شریف، ج: ۱، ص: ۱۳۰

ع. ایضاً، ص: ۹

ع. جوہر البحار، ج: ۳، ص: ۳۴۹



اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ

ان ساتھیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان تاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

محافل میلاد کے چند اصلاح طلب پہلو

اس موضوع پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور جشن میلاد کا اجرا ثابت کیا گیا ہے۔ ایام کی یاد ماننے میں وہ آیات و احادیث ہیں جن میں اللہ کی نعمتوں اور نعمتوں کے ایام کی یاد ماننے کی تاکید کی گئی ہے اسی طرح وہ آیات و احادیث جن میں نعمتوں کا چرچہ کرنے اور ان پر غرور نہ کرنے کا حکم آیا ہے۔ رحمت لطائف، جامعہ مبارک سارے جہان کا مخصوص اہل ایمان کے لیے اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہے۔ اس نعمت اور نعمت پر خوشی مسرت جائز و مستحسن بھی ہے اور غمی غلامی و فداکاری کا تقاضا بھی بشرطیکہ کوئی ایسا کام نہ ہو جو شریعت کے خلاف ہو۔ جائز حدود میں وہ کر خوشیاں منانی جائیں اور اپنے کردار عمل سے بھی وقار و عظمت کا اظہار کیا جائے۔

مرید امور کی تفصیل بتائیں تو قابل اصلاح پہلو بتائے جاسکتے ہیں۔ مختلف ممالک اور علاقوں میں کیا کیا رواج ہے اس کی تفصیل بر وقت دھوا ہے۔ ہمارے دیار میں یہ ہوتا ہے کہ چھوٹے یا بڑے میلے پر محفلیں اور جلسے منعقد ہوتے ہیں جن میں سیرت پاک ﷺ اور دوسرے مذہبی موضوعات پر تقریریں ہوتی ہیں اور فحش پر مبنی جاتی ہیں۔ ان میں قابل اصلاح پہلو وہی ہے جو دوسرے سطحوں میں ہے۔ جو کچھ بیان کیا جائے وہ مستحسن ہو سکتا ہے جس بیان کی جائیں جن سے سامعین کے علم، عمل، عقائد کی تصحیح اور عقیدت کے حسن میں اضافہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ رات یا دن کا قیمتی وقت صرف کرنے کے بعد بھی عوام کو فائدہ بہت کم ہو ان کے ذہن میں صرف متحرک کارڈز بیان رہ جائے یا نعمت خواں کا ترنم۔ نہ علم رہے نہ جذبہ عمل اور نہ عقائد کی اصلاحات۔

جلوسوں میں یہ ہوتا ہے کہ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے یا کہیں ٹھہر کر فحش پر مبنی جاتی ہیں۔ اس میں بھی یہ غلط رہے کہ جو پڑھا جائے وزن دہنی ہر لحاظ سے درست اور مستند ہو۔ سرکار ﷺ کی عظمت کا اظہار اور عقیدت کی بیداری مقصود ہو صرف اپنے کمال کا اظہار مقصود نہ ہو۔ بحث کرنے میں ابواب اللہ اور علمی مذاق سے پرہیز ہونا کہ اس یوم عظیم کی عظمت اور اس کا ذکر دیکھا ہو۔ بہتر ہے جب فحش پر مبنی جائیں تو مختصر و درود یا کلمہ اور کسی مختصر ذکر کی تکرار میں غور و مشغول، کہا جائے گا کہ عن فکر اور زبان و اعضاء کے لیے دوسری کسی سمت جائے۔ اس میں حاصل ہوا۔

بعض جگہوں میں اس موقع پر چراغاں اور آرائش و زیبائش میں مقابلے کا درجہ مل چکا ہے۔ ایسے مقابلوں کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ افادیت۔ بغیر کسی مقابلے کے بس اتنا اہتمام کافی ہے کہ ہمارے بچوں اور دوسرے لوگوں پر یہ عیاں ہو جائے کہ آج مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے۔ پوری دنیا کو پاکیزگی اور نجات کی راہ دکھانے والے رحمت عالم ﷺ کے میلاد پاک کا دن ہے۔ مناسب ہوگا کہ آرائش کے مصارف کم کر کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور سیرت طیبہ سے متعلق مفہموں اور عقائد میں ضرورت مندوں میں تعمیق کی جائے۔ تجسوس نا ادا رہیں، تنگ دست تیار رہیں کی ضروریات معلوم کر کے ان کی مدد کی جائے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے کمزوروں اور پریشان حالوں کے دکھ درد میں ان کی خبر گیری فرمائی اس اسوۂ حسنہ کو ہم بھی اپنانے کی کوشش کریں۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاقی کردار کو ذرا نہ کوزہ کرنا بھی ان کی یاد دہانی کا ایک باوقار طریقہ اور قابل تقلید نمونہ ہوگا۔

الف) سیرت پاک ﷺ کے مختلف حصوں کو ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا جائے اور ایک دو دو قسط یا دو دو پیلے مقررین کو عنوانات دے دیے جائیں تاکہ مستند کتابوں کی روشنی میں وہ ان عنوانات کے مواد اور ان کے سبق آموز گوشے طے سے اور دل پذیر انداز میں جمع کریں۔ پھر ان میں پھر پھر تدریسی کے ساتھ اس طرح بیان کریں کہ لوگ دلچسپی سے سنیں دل و دماغ میں نمایاں اثرات مل سکیں اور قابل عمل کوششوں کو اپنی زندگی میں با تار یں۔

ب) ذیلی عنوانات پر الگ الگ عام فہم اور اثر انگیز کتابیں بھی تیار کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح کہ یہ سلسلہ وار خاص ترتیب کے ساتھ لکھی جائیں کہ اگر کسی کی جائیں تو مکمل کتاب سیرت کا کام دے دیں اور الگ الگ ہوں تو اجزا اور حصوں کا کام دیں۔ پھر پورے میلاد پاک کا اجزا حسب طلب لوگوں میں تقسیم کیے جائیں۔ ہر اسے نام چھ قیمت بھی رکھی جائے تاکہ دی لوگ حاصل کریں جو پڑھ سکیں اور فائدہ اٹھا سکیں۔

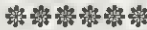
ج) نمبر (الف) کے مطابق تقریروں کی کیٹشیں تیار کی جائیں تاکہ جو پڑھنے کے بجائے سننے سے دلچسپی رکھتے ہوں وہ اس راہ سے سیرت و آثار سیرت طیبہ سے اثر پذیر ہوں۔ نمبر (ب) کی کی ڈی سی بہ کثرت تیار کر کے ان لوگوں کو دی جاسکتی ہیں جو کمپیوٹر یا خود پرنٹنگ ٹائل کر مائل کر دیں۔ یہ کتابیں انٹرنیٹ پر بھی دی جاسکتی ہیں۔

د) تقریر و خطریں اور عطا توں کے لحاظ سے مختلف زبانوں میں تیار ہونی چاہیے مگر نہایت سادگی کی ایک قسط یا ایک تک محدود رہے گی۔ بہتر ہوگا کہ ہر ملک اور علاقہ کے لوگ با ہم رابطہ کر کے مناسب املا اور مضامین اخذ کی روشنی میں یہ کام کریں یا الگ الگ کریں تو بھی یہ لحاظ ضرور رکھیں کہ جو کچھ تیار ہو وہ ”مستند“ موثر اور دل نشین ہو۔

سیرت پاک ﷺ پر ہر زبان میں بہت سا کام کیا ہوا موجود ہے، بس نظر ثانی کر کے حالات اور جدید تقاضوں کے مطابق نیا املا دینا اور عام فہم بنانے کے لیے کوشش کرنی ہوگی۔ یہ کام بھی بہت آسان نہیں، تجربہ، محنت اور خاصا وقت ضرور درکار ہوگا۔

سیرت طیبہ میں اس پاک و کا داخ کیا جائے کہ بشت خاتم النبیین ﷺ کے موقع پر گہری دلی آداری کی کیا تھی؟ سرکار ﷺ نے کس طرح دین حق اور اخلاق کا ضلع کو انسانوں کی زندگی میں اتارا۔ پھر یہ بتایا جائے کہ آج بعض قوش و دنیا کو پھر اسی گہری و ملی تھی کے غار میں دانا چاہتی ہیں جس سے نکال کر بغیر اسلام ﷺ نے انسانیت کو ایک بلند مقام پر پہنچایا تھا۔ اس لیے اہل خرد و فکر کو یہی سنا دینا ہوگا کہ انہوں نے کیا کیا کیا ہے۔ انسانیات کی ہدایت و تعلیمات کو گلے لگا لینا ہوگا کہ نہ چنے نہ نئے انجام کے ذمہ دار خود ہی ہوں گے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب سیرت اسی املا پر تیار ہو کہ اس میں قابل اعتراض مقامات کو پہلے ہی اور مستند قسط میں قوش کیا جائے پھر اعتراض کر کے جواب واضح کر دیا جائے اور یہ کتاب انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دی جائے۔ مگر اس طرح کے مواد کا عنوان ایسا ہونا چاہیے کہ تلاش کرنے والا بہت جلد اسے پا جائے بلکہ اس کی ایسی تفصیل ہونی چاہیے کہ تلاش کرنے والے کے علم میں آجائے کہ اس موضوع پر بلاں اللہ کے تحت معلومات فراہم کی گئی ہیں۔



زمین و زمان تمہارے لیے، مکیں و مکاں تمہارے لیے
 زمین و چٹان تمہارے لیے، بے در جہاں تمہارے لیے
 دین میں زمان تمہارے لیے، زمان میں ہے جاں تمہارے لیے
 ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھے یہاں تمہارے لیے
 فرشتے غلام، رسول حشم، تمام اہم، غلام کریم
 و جد و جہد، حدوت و قدیم، جہاں میں میاں تمہارے لیے
 اصابت کل، ولایت کل، سیادت کل، امارت کل
 محو بہ کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لیے
 تمہاری چمک، تمہاری دھمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہمک
 زمین و ملک، سماک و مکہ میں سکہ نشان تمہارے لیے

بعثت نبوی کے ابدی و سرمدی پیغام کو عام کرنے کے لیے جدید وسائل کا استعمال

مولانا عبدالرحمن مصباحی

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت تمام حکومت اور عالم کے لیے موجب فحش و عیہ کی ہے آپ ﷺ کی تعریف اور اللہ تعالیٰ کا ایسا احسان و انعام ہے کہ جو کرم الہیہ اس کے باطن میں رکھی ہیں۔ رسول گرامی وقار سارے جہاں کے لیے سراپا رحمت و ہدایت ہیں۔ ایمان کی روح اور جوہر اصلی آپ کی محبت والہت اور تعظیم و تکریم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کا حکم مطلق رکھا ہے اسے کسی زمان و مکان اور قوم و شرائط سے متعلق نہیں فرمایا ہے۔ وہ تمام اقوال و افعال اور اعمال جس سے رسول اللہ ﷺ کی عظمت و بزرگی کا اظہار ہو جائے وہ محسن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چچا، اظہار کرم و سرور سب سے بڑا اس کی تعظیم و تعظیم پر ہی وقت تمام امور و تصرف جائز بلکہ مستحب و کاروبار ہیں۔ ان کا یہ علاوہ وعدہ نہیں ہے ملا والہی کے مبارک موقع پر یعنی اجتماعات و محافل کے انعقاد و مستحب و کاروبار فرمایا ہے۔ مصر شام، یمن، عربین، یمنین، انیس اور پاک و ہند میں صد سال سے محافل میلاد والہی ﷺ کا انعقاد اور اہتمام رائج و معمول ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی، امام زکریا، امام شمس الدین سیوطی، علامہ قاری، امام ابوہاشم، امام ذہبی، امام طحاوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ، مولوی حاجی انوار اللہ صاحب رحمہ اللہ وغیرہ نے اپنی تصنیفات میں میلاد والہی کے موقع پر یعنی محافل کے انعقاد کے جواز و استحسان کو مضبوط و قائل قرار دیا و لکھنے کے ساتھ ثابت فرمایا ہے۔

حصول برکت کے لیے یہ تقیاس ملا نظر فرمائیں۔ علامہ قاری اپنی تصنیف لطیف السمود السروی فی الموئل النبوی میں تحریر فرماتے ہیں: فلو کنتم ہم بالذک عیایہ اہل مصر والشام ولسطان مصر فی تلک اللیلۃ من العام اعظم مقام قال و لکن حضرت فی سنۃ خمس وثمانین و سبعمائة لیلۃ المولد عبد الملک الظاہر برفوف رحمة اللہ علیہ بلقعة الجبل العلیہ افریت ما ہائی و سمری و مسای نی و حوروت ما السفل فی تلک اللیلۃ علی القراء و الحاضریں من الوعاظ

والمستندین و غیرہم من الاتباع و العباد و الاحیاء المبرورین بنحو عشرة آلاف مثال من اللہ ما بین خلق و معلوم و مشروب و معلوم و فروع و غیرہا ما یستقیم بہ الضلوع و عددت فی ذلک خمس و عشرين من القراء الصالح المبرورین کوہم ملتین ولا نول واحد منهم الا بنحو عشرين خلیفۃ من السلطان و من الامراء الاہیان مال السخاوی قلت و نم یزل ملوک مصر و عیاد المبرورین من السلاطین و منہم اللہ لہم کثیر من العناکیر و الشہن و لظہروا فی امر الرعیۃ کمال الدلو لکدہ و خہو و السہم بالعدل فاسعہم اللہ یجندہ و مسددہ ترجمہ: "محافل میلاد کے اہتمام میں اہل مصر، اہل الشام سب سے آگے ہیں اور سلطان محمود و سعادت کی رات پر مال غفل ملایا و مستفاد کرنے میں بیاد مقام کرتا ہے۔ فرمایا کہ میں 785 عیسوی سلطان کا ہر بہ قوت کے پاس میلاد کی رات اطہل العلیہ کے ساتھ میں حاضر ہوا، وہاں دیکھ کر کچھ جاس نے مجھے ہلا کر دیکھ دیا اور بہت زیادہ خوش کیا اور کوئی چیز مجھے نہ دی گئی۔ میں ساتھ ساتھ ساتھ کچھ گما چا ہوا۔ اس رات قراد اور موجود و اطمینان شعراء اور ان کے حلاوت کی اور کوئی بچوں اور صرف تمام پر تقریباً ہزار مثال سوٹا خلیفین، انوار و اقسام کے کھاتے، مشروبات، خوشبوئیں، مہینے اور دیگر چیزیں عطا کیں جن کے باعث وہ اپنی معاشی حالت و درست کر سکتے تھے۔ اس وقت میں نے بھی ایسے خوش آواز فرما دیے جو اپنی سمور کن آواز سے سب پر فائق رہے اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو سلطان اور امیران سلطنت سے میں کے قریب غلٹیں لیے بغیر سنبھلے اترا ہو۔ امام سیوطی کہتے ہیں کہ میرا موقف یہ ہے کہ مصر کے علاوہ ملک جو عربی شریفین کے ہمارے ہیں ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور محبوب قسم کرنے کی توفیق عطا کر رکھی تھی انہوں نے رحمت کے بارے میں ایسا ہی ملوک کیا جیسا والد اپنے بیٹے سے کرتا ہے اور انہوں نے قیام بدل کے ذریعہ رحمت حاصل کی اللہ تعالیٰ اس معاملے میں انہیں اپنی بھی ندر سے نوازا ہے۔"

ذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں میلاد والہی ﷺ کے مبارک موقع پر یعنی جلسے اور عرسوں کا اہتمام کرنا شرعا جائز و مستحسن ہے۔ جو لوگ اسے بدعت و ضلالت کہہ کر دیکھتے ہیں وہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کے احادیث و احادیث دین کے آکار ہیں۔

میلاد والہی ﷺ کے مبارک موقع پر منعقد ہونے والے جلسوں اور محافل میں اس امر کا اہتمام ہونا چاہیے کہ سب لوگ با شمع شریک ہوں اور ہر آرام میں وقت پر شروع ہو اور صرف میں محفلی جلسے میں بغیر فاق

شہر اور نعت خواں نعتیہ قصائد شوش و ادب کے ساتھ پیش کریں، پھر یہ تقریریں ہوں جو مستند اور مدلل روایات کے ساتھ لکھی و تیشی اعزاز میں ہوں تاکہ مسیحین رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو اپنے اندر اپنانے کی رغبت محسوس کریں۔ تقاریر میں شب و بھر مشین و منجید ہو کیونکہ شب پر زور اور رات پر زور نماز غیر موثر ہو چکا ہے۔

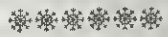
دلائل و اسناد کے سہارک موقع پر پوری دینا کے احباب و اہل کی توجہات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ملتفت کرنے اور نور نبوی سے سب فیض کی غرض سے جلوس لگانا بہتر اور محسن ہے لیکن عام جلوس کے بجائے طلاء اور عمامہ میں شہر کو اشل کے جلوس نکالا جائے جس میں خوشبو اور صلیب کا استعمال ہو خوش الحان نعت خواں قصائد پر عینا پورا مجمع شائعگی کو ملحوظ رکھے چھوٹے بچے اور نسوان و فکاری کے بچہ تمام آواز نہ ہو جس سے ثبت اثر کے بجائے مٹتی مٹاؤ کا نام ہو۔ آج کے اس مصروف دور میں رات 11 بجے جلوس کے آغاز کو ترجیح کو اختیار نہ کرے بڑے لکھے لوگوں کو اپنی جلوس سے ڈر کر دیا ہے۔ اس لیے اس طبقے کو دعوت سے قریب کرنے کے لیے سیرت کے اہم گوش پر توجہ و تفسیق خطبات کا اہتمام کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس عالم انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ یعنی زندگی کے تمام شعبوں میں آپ ہی کی سیرت مبارکہ میں عمل اور آئینہ میل ہے۔ اس لیے رسول اقدس علیہ التحیۃ و التسلیم کے محاسن عہد کی نشر و اشاعت کا جدی طریقہ اس طرح اپنایا جائے کہ سکولوں اور دینیاتی کالجوں میں قرآن مجید طالع کے لیے دینی مدارس کی جانب سے سیرت کے متعلق تقریری مقابلے اور دیگر کے پر دم سے منعقد کیے جائیں۔ اس موقع پر مسلم تنظیموں اور مقامی کمیٹیوں کو رفا کا کام کے امور پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ محلے اور آبادی کی صفائی کا اہتمام کریں اسراف و تہذیر سے بچنا ہوئے روشنی اور آرائش کا اہتمام کریں، غرا و فخر اور عدا و عانت کا خاص انتظام کریں اور اپنا جی طور پر قرآن خوانی اور راز و دھربل کی مجالس کا انتقاد کریں اور مسلم گھروں میں سیرت طیبہ کے روشن نکات کو بچوں کے اذان میں نقش کرنے کی تدبیر اپنائیں۔

دور جدید نے کرداری کا دور ہے، مادیت کی چکا چمد نے روحانیت و روحانی اقدار کو کافی پیچھے دھکیل دیا، مادی ایجادات کی تیز رفتاری نے سب کو گھلت پھند دیا ہے۔ مبر و مہذب عقل و دراداری اختیار کرنا مضبوط ہو چکا ہے۔ مباح میں اقدار و اخلاق کی گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔ ہر شخص لامرئیت کی طرف ہمارا گر رہا ہے۔ نہ اسلام سے وابستہ حضرات عقائد و معمولات کو جدیہ دور سے ہم آہنگ کرنے کی فکر میں مسلمات کو نظر انداز ہیں۔ بعثت بعد الموت پر ایمان کے باوجود خواہشات لیس کے دامن میں وہ کیمہ کر گزر رہے ہیں کہ ان کا تمام

کوئی معنی نہیں ہے۔ اس لیے دعوت اسلام کے لیے رفاقی اعزاز زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔ سیاسی اور تجارتی اور تبلیغی نتائج متاع اخلاص کو بے حد نقصان پہنچایا ہے اس لیے صوفیہ کا طریقہ تبلیغ جس میں صرف دینا ہی ہو لینا بھر نہ ہو زیادہ موثر ہو سکتا ہے تبلیغ دین کے ادارے، تنظیم، ادارہ و دعوت، حق و صداقت کی ہر قیمت پر حفاظت میں اور دوسروں کے لیے، رول ماڈل، این کر کرداری آتی ہوتی ہے دلوں کو سخر بنا سکیں۔

جدید دور اور تقاریر میں اور تکنیکی کا دور ہے۔ افکار و نظریات کی تفسیر و اشاعت کے لیے نئی ذیلی اعتریف سرج ارا لے ہیں۔ جسوں پر حکومت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اب گروہ و بین کو بر قبال بنا کر اپنے مقاصد کی تکمیل کی جاتی ہے آج جدید ذرائع ترسیل سے جو اسلام مخالف اعتراضات مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں وہ یہود و نصاریٰ اور مسیحیوں کی منظم سازش کا نتیجہ ہیں۔ وہ اسلام کے خلاف افواہ پھیلا کر لوگوں کو اس چشمہ فیض سے دور رکھنا چاہتے ہیں ان کے تمام رد و کا عدا ہے۔ اخبارات و رسالوں کی ذیلی اعتریفیت پر سیرت نبوی پر اعتراضات کا شکار امت مسلمہ کو ہر قسم کی کرب میں مبتلا کرنا ہے۔ اس لیے ہمیں پوری توجہ کی اور غور و خوض کے بعد ان ناک اور حساس پہلوؤں پر فکری و فنی ہوئی جنہیں چھپنے سے فائقین کے خیر میں گھبراہٹ پیدا ہو۔ اعتراضات کی نوعیت سے بھجلا عام کی مذمت خواہانہ تعبیر ہرگز نہ پیش کی جائے بلکہ پوری گہرائی اور تاریخی تسلسل کے ساتھ اعتراضات کی دہا بہ لہجہ میں نقل کی جائے اور مسیحین کی باتوں کی بے وزنی کو خوب خوب اجاگر کیا جائے۔



ا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد ملین
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد ملین
ا شفیع المذنبین یا رحمۃ اللعالمین
یا امان المذنبین یا ملجئ المذنبین
ا عطا اشیائے خلقا و اشیائے عطا کیش اے کریم
اے سراپا رالبت رب اعلیٰ امداد ملین
اے عالم اے عالم اعلم اے حکم
علم تو معنی زعرض دعا امداد ملین

کے سرکار قرار دینا۔ ج

② سادات کا احترام اور رسول اکرم ﷺ کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں۔
توت کے مختلف سرچشموں کی نشاندہی کے بعد ان یادداشتوں میں برطانوی محکمہ جاسوسی کی طرف سے
مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے اور ان کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بہت سی چالیاوتیں دی گئیں جن
کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان چالیاوتوں میں متعدد ذیل قابل توجہ ہیں۔

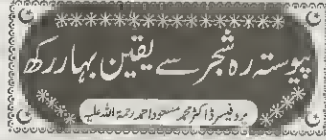
① ضروری ہے کہ دراصل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اور ان آرائشات پر قہود و پادشہت اور
غلاف شرع ہے۔ آہستہ آہستہ ان قبروں کو مسلمانوں کے لوگوں کو ان کی زیارت سے روکا جائے۔

② دوسرا کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ حق تعالیٰ کی سادات اور علمائے دین کے سروں سے ان کے عامے اقربا کو
تاکید بغیر خضاعہ و انتہائی کمال و احترام کے ہوا و عوام ملکا کا احترام چھوڑ دیں۔ ج

③ بغیر اسلام ﷺ ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور
اسی طرح شریک و بدعت پرستی کے ذاب و رسوم کو مٹانے کے بہانے کو مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں انہوں نے
مسلمانوں کی زیارت کا جواہر اور مقبروں کی تاریکی کی جائے۔ ج

ماضی کی تاریخ آپ کے ساتھ ہے۔ آپ خود اعجاز و کائنات کے ان پوشیدہ عزائم کو کس نے پورا
کیا اور بعض حضرات آپ بھی پورا کرنے میں نکلے ہیں۔ شوری طور پر یا غیر شوری طور پر اللہ جبار جبار نے پورا
ہمیں نہیں معلوم کر ہم کس عظیم بین الاقوامی سازش کا شکار ہیں۔ ماضی میں یہ سازشیں ہمیں بھی سی جس طرح اب گردش
زمانہ نے نقاب الہیہ دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم پوشیدہ اور قدرے کمال اور اپنی فکری قوت کو یک جا
کریں۔ اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ شریعت و مذہب میں پیدا ہونے والے فرقوں سے امن کش ہو کر ملوث
سائنسین کی اس راہ کو اپنائیں جس سے ہمیں مدد پر دین کا امیر بنایا تھا۔ ہمیں اپنے اسلاف کرام سے رشتہ جوڑنا چاہیے
دشمنان اسلام نے یہ رشتہ توڑا ہے اور ہم کو کین کا درد کھا۔ شکر ہے کہ اب عالم اسلام میں ایک نئی لہر آئی ہے۔ اب مشق
مصطفیٰ ﷺ کی بات اور ہی ہے۔ ہاں مشق مصطفیٰ ﷺ کی بات ہونی چاہیے اس مشق کی جہان و آس ہے
باز کر کے کافری بنادیتا ہے۔ جو نبیوں کے نکال کر کھوڑ کر دیتا ہے۔ جو روئے بے کایہ لیاہٹ بنادیتا ہے۔

ہاں اسوۂ رسول علیہ افضلہ و کمالہ و جان سے اپنا بیٹے۔ ان کی ایک ایک ادا کو دل سے لگائے۔ ہاں محمد
مصطفیٰ ﷺ کا کچھ بھی۔ مکمل سوا اسما ہے۔ جتنی میلہ دینا ہے گدے کے سامنے سے زمین تک ان کا چہرہ ہے اور



جس اعلیٰ علیہ السلام کا احترام مدینوں سے ہوتا چلا آتا ہے۔ آپ ماضی کی طرف پیچھے نہیں، ایک
صدی پیچھے، و صدی پیچھے اور تمام نو پیدافرقوں اور جماعتوں کو بھی پیچھے چھوڑے جائیں۔ تو آپ یہ دیکھ کر سخت
خبریں ہوں گے کہ دور جدید کے ہر نیا پیدافرقے اور جماعت کے اہل کائنات اسی ایک جماعت سے تھا جس کو
اصطلاح شریعت اور اصطلاح عوام میں "سوا اقصیٰ ملت جماعت" کہا جاتا ہے اور جس کا نشان امتیاز صدیوں
سے "مکمل میلہ ڈرا" ہے۔ لیکن ماضی یہ سوال کرتی ہے کہ قرآن و حدیث کی واضح چالیاوت اور تسلط و اقتدار کے باوجود
پھر اختلافات۔ یہ شہادت کیوں اختیار کی اور مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں کیوں بٹ گئے؟ ان اختلافات کے
جہاں اور اسباب ہیں وہاں عالم کے نزدیک ایک اہم سبب سیاسی بھی ہے۔ مکمل توجہ ہے۔

دو اعلیٰ سوسائٹی پہلے دیکھا کہ تین برائتوں پر پہلے سوا اقصیٰ کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے برطانوی
محکمہ جاسوسی نے ایک جامع پروگرام بنایا اور دہائی صدیوں میں تسلط و اقتدار کے ساتھ اس پر عمل ہوتا رہا۔ اس
پروگرام کے مختلف اہداف تھے۔ ان اہداف میں حضور انور ﷺ کی ذات اقدس کو رخصت کرنے کی ذوات عالیہ
سرفہرست نظر آتی ہیں کیوں کہ ان حضرات عالیہ سے داعی و داعی کا صحیح شعور اور اسلام کی سچی محبت پیدا کرتی ہے اور
مسلمانوں کو اس حد تک دیوانہ بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتے۔ یہی وہ تاریخی دشمنان اسلام کے لیے
صدیوں سے درستی رہی اس کا طالع انہوں نے یہ سوچا کہ انہوں نے اور ہر دینی ملازمتوں کے ذریعہ حضور انور ﷺ
اور صلوات اہمیت کی محبت مسلمانوں سے ہمیں کرکٹ اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کر دیا جائے۔

اشعار و ہمدی کے ایک برطانوی جاسوس سطرے کی تفسیر یادداشتوں سے دشمنان اسلام کے پوشیدہ عزائم کا
پتہ چلتا ہے۔ ان یادداشتوں میں پیمبر ﷺ کے ان سرچشموں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں سے مسلمان قوت حاصل
کرتے ہیں قوت کے ان سرچشموں میں متعدد ذیل کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔

① بغیر اکرم ﷺ اہل بیت علماء اور صلوات کی زیارت کا ہوں کی تعلیم اور ان مقامات کو ملاقات اور اجتماع

یہاں سے رات بھر سے بھین بھار رہا ہے

اسلام کے سچے پیروں کے لیے چارے ہیں۔ ذکر بلند ہو رہا ہے۔ ہاں ان کی زندگی کا ایک لمحہ بلند یوں کا اہلین ہے۔ ان کی حیات مبارکہ کی ایک ایک آن رشتوں کی اسمدار ہے۔ وہ اس مقام محمود پر فائز ہوئے جہاں حق کی چھاؤں پڑ رہی ہے۔ جہاں نعت کی بارش ہو رہی ہے۔

(حوالہ جات)

۱. سورة الانعام آیت: ۱۶۰

۲۴ ہفرے کے اعتراضات: ص: ۹۸

سورة المائدة

١٠٣. في الضأ ص: ١٠٣.

في ايضاً: ١٣٠

۱. نقوش (رسول نبی) ج: ۹ ص: ۳۳



اسوہ رسول کریم ﷺ کی اشاعت

عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ با برکت مقبول و مفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور خلق خدا کی بہبود کا جامع ہو وہ یہ ہے کہ فرزندان اسلام متحد اور متفق ہو کر پوری مستعدی اور اخلاص سے حضرت ختم المرسلین ﷺ کے اسوۂ پاک کی مبادی کریں اور اس حقیقت کو چھپی طرح سمجھ لیں کہ اسوۂ رسول ﷺ کی اشاعت کرنا دین و دنیا کی مغفرت و نجات مذہب و سیاست اور رضائے حق اور قبول الہی جملہ برکتوں کی حان ہے۔

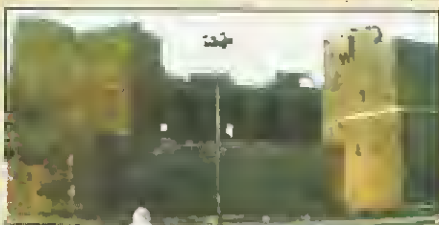
﴿میلاد شریف اور علامہ اقبال از سید نور محمد ص: ۳۵﴾

A photograph of a closed, ornate metal safe. The safe has two doors with decorative panels and a central lock mechanism. The safe is mounted on a wall.

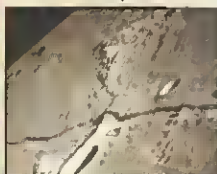




سنا کہ میری (امہ) خسر و روزگار۔ نبی کریم ﷺ اس دن میں تشریف آوری کیے وقت اس عمل کے ۱۴ دن کر گئے تھے۔



شام کے وہ محلات جنہیں سیدہ امراء نے تعمیر کرائی تھیں ان کے ناموں کی وضاحت اس وقت کی روایتوں سے ملتی ہے۔ ان کے ناموں میں سے کچھ درج ذیل ہیں:



مجزہ شمس القمر کا واضح ثبوت۔ چاند کی سطح پر موجود گہری
سفیدی اس کے دو ٹکڑے ہونے کی پینا دلیل ہے۔



بہرہوشام میں بھیجی گئی راہب کی خانقاہ کا بیرونی منظر
 بھیجی گئی راہب نے نبی کریم ﷺ کی 12 برس کی عمر میں زیارت
 کی اور زیارت وائیل کے مطابق آپ کی نبوت کی بدھوتی کی۔